ختم نبوت زندہ باد

اللہ اسوہ محمد

ماہنامہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ: ۹ جلد: ۲۴

ستمبر 2020 محرم الحرام ۱۴۴۲

مسلسل اشاعت کے 57 سال

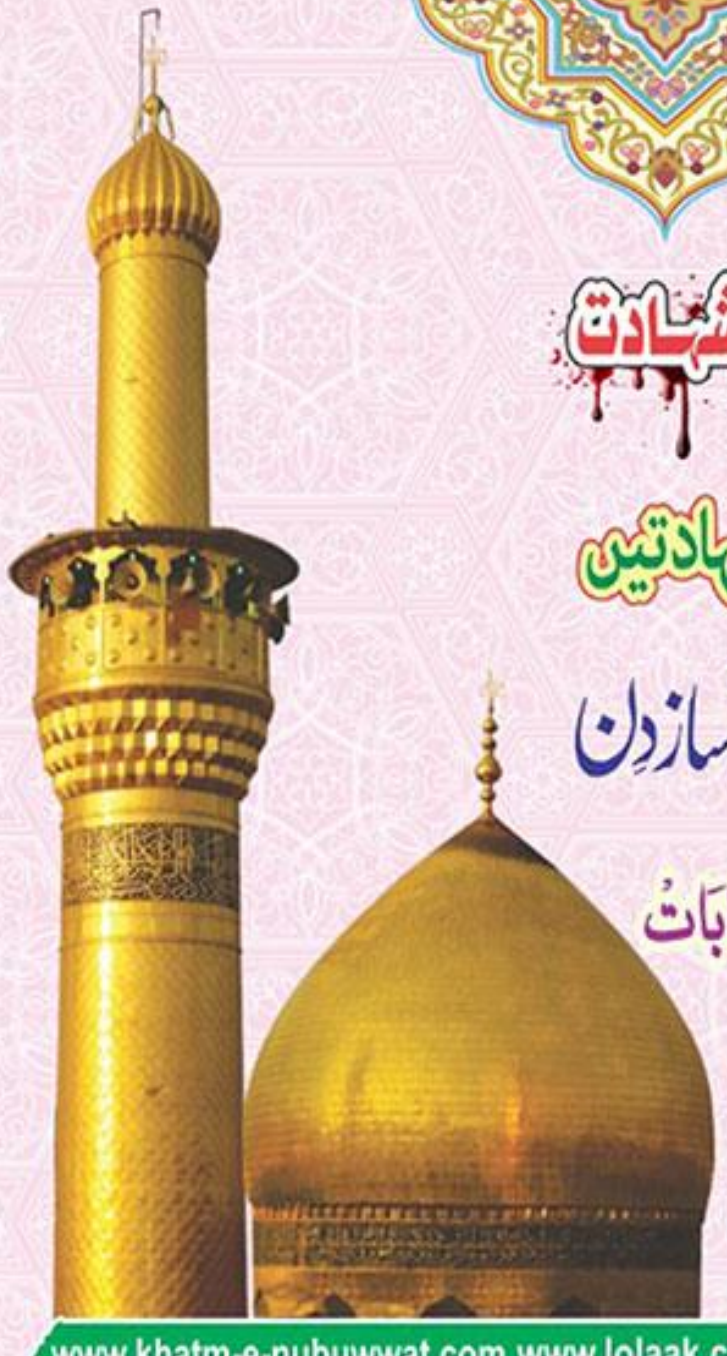

شہید کربلا کی معصومانہ شہادت

محرم الحرام سے وابستہ شہادتیں

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء ... یادگار اور تاریخ ساز دن

قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات

محمود احمد عباسی کی اہل بیتؓ کے خلاف زبان درازی

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۹ جلد: ۲۴

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد مطبع: شکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 0300-4304277, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

پشاور میں قتل کا واقعہ	مولانا اللہ وسایا	03
سیدنا علی المرتضیٰؓ کی خلافت راشدہ پر حکیم ظفر محمود سیالکوٹی کا ناروا حملہ	″ ″	04

مقالات ومضامین

تحریک (منظوم)	جناب آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	06
اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم (قسط نمبر 6)	عبداللہ مسعود/مولانا غلام رسول	07
فضائل سیدنا عثمانؓ بن عفان از مسلم شریف	مولانا محمد شاہد ندیم	10
شہید کربلا کی مظلومانہ شہادت	مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ	12
ایک معذور مگر باہمت مجاہد سیدنا عمرو بن جموحؓ	مولانا احتشام الحق، پنجگور	13
محرم الحرام سے وابستہ شہادتیں	مولانا قاضی ظہور الحسین، چکوال	16
رباعیات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ......چار ہی چار	امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ	17
مسنون دعائیں	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	18
محمود احمد عباسی کی اہل بیتؓ کے خلاف زبان درازی	ڈاکٹر محمود احمد برکاتی	19

شخصیات

حاجی میر شہزاد خان رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	مولانا محمد ابراہیم ادہمی	24

ردقادیانیت

قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات	مولانا اللہ وسایا	25
۷ رستمبر......یادگار اور تاریخ ساز دن	مفتی شہاب الدین پوپلزئی	41
اداروں میں مسلمان اور قادیانیوں کا حکم	مفتی منیب الرحمٰن (رویت ہلال)	45

متفرقات

تحریک ختم نبوت کا دس جلدوں پر مشتمل تاریخی سیٹ	محمد احمد ترازی	47
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	49
قادیانیت سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے افراد	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

پشاور میں قتل کا واقعہ

پشاور میں ۲۹؍جولائی ۲۰۲۰ء کو ایک واقعہ پیش آیا جس کی روزنامہ خبریں ملتان میں مؤرخہ ۳۰؍جولائی ۲۰۲۰ء کو یہ خبر شائع ہوئی:

’’پشاور کی مقامی عدالت میں توہین رسالت کیس کی سماعت کے دوران ایک نوجوان نے نبوت کے دعویدار قادیانی گستاخ رسول شخص کو جج کے سامنے گولی ماردی۔ نعش عدالت میں پڑی رہی۔ پولیس نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے ملزم کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ ملزم خالد نے اعتراف جرم کیا اور کہا کہ مذکورہ شخص (طاہر احمد نسیم) قادیانی ہے اور حضورﷺ نے خواب میں کہا تھا کہ اسے قتل کرو۔ فائرنگ کا واقعہ ایڈیشنل سیشن جج شوکت اللہ کی عدالت میں پیش آیا۔ جج شوکت اللہ عدالت میں موجود تھے۔‘‘

۳؍اگست ۲۰۲۰ء کو اس کی پیشی تھی۔ اس پر جو عدالتی کارروائی ہوئی وہ یہ ہے:

’’پشاور (آن لائن) پشاور کی عدالت نے جھوٹے مدعی نبوت کو قتل کرنے والے فیصل خالد کو چودہ روزہ ریمانڈ پر جیل بھیج دیا۔ فیصل عرف خالد جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کئے جانے کے بعد پہلی بار انسداد دہشت گردی کی عدالت میں پیش ہوا۔ عدالت نے فیصل خالد کو چودہ روزہ جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیج دیا۔ عدالت نے فیصل کو پہلے تین روزہ جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کیا تھا۔ جب کہ عدالت نے جسمانی ریمانڈ میں ایک دن کی توسیع دی تھی۔‘‘ (روزنامہ اسلام ملتان مؤرخہ ۴؍اگست ۲۰۲۰ء)

اس واقعہ پر اس وقت تک دو حضرات کا ردعمل اخبارات میں شائع ہوا۔

مرکزی رہنما تنظیم اہل سنت پاکستان عبدالحمید بزدار خطیب لغاری کالونی (ڈیرہ غازی خان) نے کہا ہے کہ پشاور کی عدالت میں گستاخ کے قتل کی ذمہ دار خود حکومت ہے اور گستاخوں کو سزا نہ دینے والا نظام عدل ہے۔ اگر آسیہ مسیح اور عبدالشکور قادیانی سمیت دیگر گستاخوں کو آئین پاکستان کے مطابق سزا دی جاتی تو غازی خالد قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتے۔ (روزنامہ اسلام ملتان مؤرخہ ۶؍اگست ۲۰۲۰ء)

سست عدالتی نظام کی وجہ سے لوگ قانون ہاتھ میں لینے پر مجبور ہیں۔ ملعون طاہر نسیم نے دعویٰ

نبوت کیا۔ تین سال تک کسی جج کو فیصلہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ غازی خالد نے امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ حکومت فی الفور غازی خالد کو رہا کرے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ مولانا ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری نے کیا۔ (روزنامہ اسلام ملتان مورخہ ۶/اگست ۲۰۲۰ء)

سوشل میڈیا کی اطلاعات کے مطابق خیبر پختونخواہ کے مختلف شہروں میں دینی جماعتوں اور عامتہ المسلمین اور تاجر برادری کے بڑے بڑے مظاہرے ہوئے۔ جس میں حکومت کو ان واقعات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ (تفصیلات کا انتظار ہے)

سیدنا علی المرتضیٰؓ کی خلافت راشدہ پر حکیم ظفر محمود سیالکوٹی کا ناروا حملہ

اگست ۲۰۲۰ء ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ کا ماہنامہ سلوک و احسان کراچی کے (ص ۴۶ تا ۴۸) پر جناب حکیم ظفر محمود سیالکوٹی کی کتاب ''سیرت سیدنا عثمانؓ'' سے مضمون اخذ کر کے سعید الرحمٰن رحمانی نے شائع کیا ہے۔ اس میں یہ جملہ کہ ''سیدنا عثمانؓ کی شہادت سے دنیا سے خلافت راشدہ خاصہ کا قیامت تک کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ جو امت مسلمہ بلکہ تمام دنیا کے لئے ایک بڑا نقصان ہے۔ جس کی تلافی قیامت تک نہ ممکن ہے۔''

اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کی خلافت، خلافت راشدہ علیٰ منہاج النبوۃ یا خلافت راشدہ خاصہ نہ تھی۔ یہ مؤقف امت مسلمہ کے اجماعی مؤقف کے یکسر خلاف ہے۔ یہ پہلا موقعہ نہیں کہ حکیم صاحب نے پہلی بار یہ بات لکھی ہو۔ یہ بندہ خدا اپنی تقریر وتحریر میں جہاں موقعہ ملے سیدنا علی المرتضیٰؓ اور حسنین کریمینؓ کے متعلق اس قسم کے مؤقف دیتے رہتے ہیں۔ سیدنا امیر معاویہؓ کے دفاع کی آڑ میں سیدنا علی المرتضیٰؓ اور یزید کی حمایت کے شوق میں سیدنا حسینؓ کی تنقیص ان کا مشغلہ ہے، جو کسی بھی طرح لائق قبول نہیں۔ یہ انتہائی تکلیف دہ صورتحال ہے جو لائق رد اور قابل نفرت ہے۔

پھر ستم گری ملاحظہ ہو کہ اس کے لئے وہ کندھا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا استعمال کرتے ہیں اور ان کی خلاف واقع اور امت کے اجماعی مؤقف سے متصادم عبارت کا ٹکڑا لے کر یہ مفہوم اخذ کرتے ہوئے بھول جاتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تو عرصہ تک افضلیت علی المرتضیٰؓ کے قائل رہے۔ پھر عرصہ بعد تفضیل شیخینؓ پر رسالہ لکھ کر اپنی انفرادی رائے سے امت کے اجماعی مؤقف پر واپس آئے۔

جب کہ خود حکیم صاحب نے تسلیم کیا کہ (شرح مسلم نووی ج ۲ ص ۳۰۱) اور (فتح الباری ج ۱ ص ۴۴) پر علامہ نوویؒ اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اس مؤقف سے اختلاف کیا ہے۔ اس

کے باوجود پھر سیدنا علی المرتضیٰؓ کی خلافت کو خلافت راشدہ خاصہ علیٰ منہاج النبوۃ سے خارج کرنے کے لئے حکیم صاحب اپنی قلبی کیفیت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ پائے۔

اپنی کتاب میں حکیم صاحب خلافت راشتہ خاصہ کی قسم قائم کر کے اس سے سیدنا علی المرتضیٰؓ کو خارج کردیتے ہیں اور پھر خلافت راشدہ مطلقہ کی قسم تراش کر اس میں سیدنا معاویہؓ کو شامل کردیتے ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ سے یہ دوری وبغض اور سیدنا معاویہؓ سے یہ قربت انہیں امت کے اجماعی مؤقف سے کتنا دور کر دیتی ہے اس کا اندازہ قارئین خود فرمائیں گے۔

امت کا اتفاق ہے کہ خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن یا خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ کے خلفاء اربعہ ہی مصداق ہیں۔ باقی حضرات میں سے جس کو خلیفہ راشد کہیں لغوی یا شرعی یا جو تعبیر کریں وہ اس بحث سے خارج ہے اور جدا امر ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ بھی، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہم کی طرح ہی خلافت راشدہ علیٰ منہاج النبوۃ یا خلافت راشدہ خاصہ یا خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن کے مصداق اتم ہیں۔ خلافت راشدہ اور خلیفہ راشد اس فرق کو برقرار رہنا چاہئے۔ خلفاء راشدہ موعودہ فی القرآن صرف چار حضرات ہی ہیں۔ حیلہ بہانہ سے کسی بزرگ کی نہ تمام عبارت کو محمود عباسی، طاہر ہاشمی کی طرح کانٹ چھانٹ کی تیشہ گری سے مقصد براری کرنا نہ ان حضرات سے قابل قبول تھا، نہ جناب حکیم ظفر محمود سیالکوٹی سے قابل قبول ہے۔

خداوند کریم! یہ وقت بھی آنا تھا کہ خود کو مسلمان کہلوانے والے سیدنا علی المرتضیٰؓ کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ سنئے! جملہ اہل بیت کرام، جملہ حضرات صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ حکیم صاحب! رسالہ سلوک واحسان کے سعید الرحمٰن رحمانی اپنی موشگافیوں سے اہل اسلام کے قلوب وجگر کو سوختہ نہ کریں۔ اس سے زیادہ کیا عرض کیا جاسکتا ہے۔ رسالہ سلوک واحسان کے بانی مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی ہوں یا مخدوم المشائخ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی وہ سب حسینی تھے۔ نہ معلوم اس مسموم مضمون سے کیوں یزیدیت وخارجیت کی طوائف ادھر کا رخ کر رہی ہے۔ کہتے ہیں گیدڑ کو جب موت آتی ہے تو وہ بھرے گاؤں کا رخ کرتا ہے۔ کہیں ایسے تو نہیں؟

جناب حکیم صاحب بہت قابل تکریم ہیں۔ پیشگی معذرت کے ساتھ ان سے استدعا ہے کہ وہ اس ساری مشاجرات صحابہؓ کی بحث جس میں بعد کی امت کو لب کشائی، حرام کہہ کر منع کیا گیا۔ اس میں پڑ کر السابقون الاولون اور طلقاء کے فرق کو بھی بھول جائیں تو پھر اس تحقیق عمیق سے توبہ بھلی۔

تحریک

جناب آغا شورش کاشمیری

اگر پیدا دلوں میں جذبہ شبیر ہوجائے
تو اس دنیائے دوں کی لازماً تطہیر ہوجائے
حیا ہو سرور کونینؐ کی دیباچۂ عالم
خدا کا خوف انسانوں میں عالمگیر ہوجائے
نبوت قادیاں کی کیفر کردار تک پہنچے
تو دربار رسولؐ اللہ کی توقیر ہوجائے
سیاست بے خوشامد جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
اس عنوان پر خطیب شہر کی تقریر ہوجائے
لگادو آگ ان حالات کے نازک سفینوں کو
کہیں ایسا نہ ہو منجدھار دامن گیر ہوجائے
ہمارے دور کے اک ابن زرقا کی یہ خواہش ہے
سیاسی روپ میں اسلام کی تفسیر ہوجائے
قلم کی آبرو لابہ گروں نے بیچ ڈالی ہے
کھرے الفاظ میں یہ سانحہ تحریر ہوجائے
سیاسی روپ لیکھا کٹ کھنوں کی ہمنشینی میں
تعجب ہے خدائی قہر کی تصویر ہوجائے
ہمارے عہد کے دانشوروں نے خوب سوچا ہے
حرم کی سرزمیں پر بتکدہ تعمیر ہوجائے
کہاں تک استعاروں میں حدیث دل کہوں شورش
تمنا ہے قلم کا بانکپن شمشیر ہوجائے

اہمیۃ محبۃ النبی ﷺ فی حیاۃ المسلم

قسط نمبر 6: مصنفہ: عبداللہ مسعود: ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

دوسری بات: رسول اللہ ﷺ کے شمائل وخصائل مبارکہ کے بیان وتذکرہ سے اسلامی معاشرہ قائم کرنا۔

ہر مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کی معرفت حاصل کرنا بلکہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے واقفیت رکھنا فرض عین ہے تاکہ نبی کریم ﷺ ہر مسلمان کے لئے اسوۂ حسنہ ونمونۂ عمل بنیں۔ اسی طرح جو کتب نبی کریم ﷺ کے شمائل وخصائل پر مشتمل ہیں ان کا پڑھنا پڑھانا آپ ﷺ کی سیرت پاک اپنانے کی نیت سے اور آپ کی اتباع کی نیت وارادہ سے ہر مسلمان پر ایک دینی امر اور اسلامی فریضہ ہے۔ بالخصوص اس زمانہ میں کہ آج ہر مسلم نوجوان اسلامی ہیئت وصورت اور اسلامی حلیہ ومعاشرہ سے بیزار ہو رہا ہے، ان کے لئے ایسی کتابوں کا پڑھنا انتہائی لازمی ہے۔ امید قوی ہے کہ ان کتابوں کا مطالعہ انہیں اسلامی تشخص ووقار اور اسلامی معاشرہ کی طرف واپس لے آئے گا۔ میرے شیخ ومربی علامہ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے امام ترمذیؒ کی ’’شمائل النبی ﷺ‘‘ کے طرز پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جب میں نے اس کا مطالعہ کیا تو اس میں ایک ایسی قابل رشک بات پڑھی جسے نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتا، وہ یہ کہ میرے شیخ نے اس میں لکھا ہے کہ ’’کتاب الشمائل النبویہ‘‘ ایک مسلمان کی حیات کے لئے ہر مکان وہر زمان میں اسوۂ حسنہ اور عملی نمونہ کی کتاب ہے۔ مسلمان اسے پڑھ کر اس طرح عمل کریں کہ اپنی عادات میں، اپنی زندگی میں، اپنی نشست وبرخاست میں، اپنے کھانے پینے میں، اپنی مجالس ومحافل میں، اپنے کاروبار وطرز زندگی میں، اور اپنی انفرادی واجتماعی زندگی میں شخصِ واحد کی طرح نظر آئیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ صدرِ اسلام میں مسلم معاشرہ ایسا ہی تھا، جبکہ آنحضرت ﷺ بنفسِ نفیس اس معاشرے کی نگہبانی فرما رہے تھے اور آپ حاکم عادل تھے۔ اور ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ پھر سے عالمِ اسلام میں صرف اور صرف ہمارے آقا ومولیٰ، اور ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی مقتدا وپیشوا، اور رہبر ورہنما ہوگی۔ شرق وغرب میں، اور شمال وجنوب میں آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کی شریعت کا سکہ نہیں چلے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم اسلام کی ہر دعوت میں یہی آواز لگاتے ہیں کہ یہ محمدی اخلاق ہیں، اور یہ محمدی طرز وطریقہ ہے، اور یہ محمدی سیرت واخلاق ہیں اور یہ محمدی شمائل وخصائل ہیں، تاکہ تمام عالمِ اسلام محمدی سعادت کے ساتھ سعادت مند ہو جائے۔ بعد ازاں شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے دو اماموں کے حوالے سے ان کا ایک ایک قول نقل کیا ہے۔

(۱): شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ راستہ جس پر رسول اللہ ﷺ نہ چلے ہوں وہ تاریک ہے۔ (یعنی آپ ﷺ کی مبارک سنت سے ہٹ کر چلنا باعثِ ظلمت وتاریکی ہے)۔ اوراس پر چلنے والا ہلاکت سے کبھی نہیں بچ سکتا۔

(۲): دوسرا قول پہلے قول سے بھی بڑا عظیم الشان ہے اور وہ بہت بڑے محدث وفقیہ امام سفیان بن عیینہؒ (جن کی جلالتِ شان وعظمتِ مکان کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے) کا ہے۔ وہ یہ کہ ''نبی کریم ﷺ (قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے) میزانِ کبریٰ (بہت بڑی کسوٹی) ہیں۔ لہٰذا دنیا کا ئنات کے تمام انسانوں کے جملہ احوال ومعاملات کو آپ ﷺ کے اخلاق وعادات، اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کی تعلیمات وہدایات پر پرکھا جائے گا۔ تو جو احوال آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں گے وہ قابلِ اعتماد اور لائقِ عمل ہوں گے۔ اور جو آپ ﷺ کی مبارک سنت کے خلاف ہوں گے وہ از قبیل باطل اور ضلال ہوں گے۔''

تیسری بات: جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تمام عالموں اور طبقاتِ انسانیت کو نبی کریم ﷺ جیسی عظیم ہستی عطا فرمائی، اور آپ ﷺ کو سب کا مقتدا و پیشوا بنایا۔ تو اب ہمارے لئے یہ ضروری ٹھہرا کہ ہم قرآنِ کریم کی ان آیات مبارکہ کو ملاحظہ کریں! جو آنحضرت ﷺ کے اوصافِ عالیہ کو لے کر اتریں اور اللہ تعالیٰ نے ان آیاتِ کریمہ میں آپ ﷺ کے تزکیہ شدہ اور آپ کے تربیت یافتہ ہونے کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ فرمایا۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم دلجمعی، قلبِ خاشع اور عقلِ جامع کے ساتھ ان آیات مبارکہ کی تلاوت کریں اور نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں! تا کہ ان آیاتِ مبارکہ کے وہ مخفی جواہر ہماری نگاہوں میں سما جائیں جن کی بناء پر رسول اللہ ﷺ کی اعلیٰ درجہ کی مدح وثناء کی گئی ہے۔

الف: ذرا سنئے تو سہی! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ''۔ (القلم:۴)۔ (اور بلاشبہ آپ تو بڑے خُلق پر پیدا ہوئے ہیں)

ب: ذرا غور تو کیجئے! اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں! ''فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ، وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ، فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْلَھُمْ وَ شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ، فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ''(ال عمران:۱۵۹)۔ (سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو، اور اگر تو ہوتا تند خو، سخت دل۔ تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے، سو تو ان کو معاف کر، اور ان کے واسطے بخشش مانگ، اور ان سے مشورہ لے کام میں، پھر جب آپ قصد کر چکیں اس کام کا، تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ کیونکہ اللہ کو محبت ہے بھروسہ کرنے والوں سے)

ج:اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کے لئے ذرا اپنے دل اور کانوں کو تو کھولئے! فرمایا:''لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ''۔(توبہ:۱۲۸)۔(تحقیق آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے، حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق ومہربان ہے)

د:اور دیکھئے تو سہی! کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر کتنا بڑا احسان فرمایا؟''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَةَ،وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ''۔(ال عمران:۱۶۴)۔(تحقیق اللہ نے احسان فرمایا ایمان والوں پر، کہ بھیجا ان میں رسول انہی میں سے، پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی، اور پاک کرتا ہے ان کو، اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات، اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے)۔

ھ:اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رحمت تمام عالموں کو شامل ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ جَلَّ شانہٗ نے فرمایا:''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ''(انبیاء:۱۰۷)۔(اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر جہان کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر)۔

قارئین وناظرین کرام! تمام قرآنی آیات کا نہ تو احاطہ مقصد ہے اور نہ انحصار! بلکہ بطور نمونے کے ذکر کرنے سے یہ مقصد ہے کہ ان جیسی آیاتِ کریمہ کو پڑھا جائے اور ان کے معانی میں غور وتدبر سے کام لیا جائے۔اور ہر ہر مسلمان پر ان کا پڑھنا اور ان میں غور وفکر کرنا ضروری ہے! تاکہ حضور خاتم النّبیین ﷺ کی قدر ومنزلت، اور آپ کا مقام ومرتبہ، اور آپ کی عظمتِ شان وجلالتِ مکان ان پر واضح ہو۔اور آپ ﷺ کا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن ہونا، اور آپ ﷺ کا بعثتِ نبوت سے مشرف ہونا، اور آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا آشکارا ہوجائے۔نیز آیاتِ مبارکہ کے ذکر سے مقصد یہ ہے کہ یہ امت اپنی ساری زندگی حضور خاتم النّبیین ﷺ کی نبوت ورسالت کی طرف دعوت دینے میں اور آپ کے دین کی طرف بلانے میں صرف کردے۔

اسماء الرجال

یہ علم محدثین کی عالی ہمتی، علمی شغف، تحقیقی ذوق اور احساس ذمہ داری کی روشن مثال ہے۔اس امت کا ایک قابل فخر کارنامہ ہے۔ڈاکٹر اسپرنگر نے''الاصابة فی احوال الصحابة''(حافظ ابن حجر ؒ) کے انگریزی مقدمہ میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ:''کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح''اسماء الرجال''کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو،جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہو۔'' (دعوت وعزیمت ج ا ص ۹۸)

فضائل سیدنا عثمان بن عفانؓ از مسلم شریف

مولانا محمد شاہد ندیم

۱...... ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ اپنے گھر میں اپنی پنڈلیوں سے (اوپر کا) کپڑا اٹھائے ہونے کی حالت میں لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حاضری کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت عطاء فرما دی اور آپ ﷺ اسی حالت میں لیٹے ہوئے باتیں فرماتے رہے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے تو منظر یہی رہا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور پنڈلیوں کو بھی ڈھانپ دیا۔ جب حضرت عثمانؓ چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے وجہ دریافت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عثمانؓ سے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، میں کیوں نہ کروں۔ (صحیح مسلم شریف ج۲ص۲۷۷)

۲...... اگلی روایت میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے: آپ ﷺ میری چادر اوڑھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ پھر یہی قصہ پیش آیا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! اپنے کپڑے سنبھال لو۔ پھر حضرت عثمانؓ کے چلنے جانے کے بعد میں نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: عثمان ایک باحیاء آدمی ہے اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے اس کو ایسی حالت پر اجازت دے دی تو ہوسکتا ہے کہ وہ مجھ سے اپنی ضرورت بیان نہ کرسکے۔ (ایضاً)

۳...... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر وضوء کیا اور باہر نکلا اور دل میں عزم کیا کہ آج کے دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وابستہ رہوں گا اور سارا دن ادھر ادھر نہ ہوں گا۔ پھر میں مسجد آیا اور آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو صحابہؓ نے بتایا کہ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں جا کر اس جگہ کے دروازہ پر بیٹھ گیا اور دروازہ لکڑی کا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے اور وضوء فرمایا تو میں آپ ﷺ کی طرف گیا۔ دیکھا کہ آپ ﷺ بئر (کنواں) اریس پر تشریف فرما ہیں اور اس کے کنارے پر اپنی پنڈلیاں مبارک کھول کر لٹکائی ہوئیں ہیں۔ میں نے جا کر سلام کیا اور واپس دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور میں نے کہا آج میں رسول اللہ ﷺ کا چوکیدار بن کر بیٹھا رہوں گا۔

حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون؟ فرمایا: ابوبکرؓ۔ میں

نے کہا ٹھہریں میں اجازت مانگ کر ابھی آیا، میں نے جا کر آپ ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اجازت بھی دو اور ساتھ جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔ میں نے آ کر کہا تشریف لائیں اور خوشخبری بھی سنیں۔ پھر آپؓ تشریف لائے اور آپ ﷺ کی دائیں طرف کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے کیا ہوا تھا۔

پھر میں واپس آیا (اور دروازے پر) بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑ آیا تھا اور وہ میرے پاس آنے والا تھا تو میں نے (دل ہی دل میں کہا) کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے اس بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے بھی لے آئے گا۔ اسی دوران ایک آدمی نے دروازے کو حرکت دی۔ میں نے پوچھا کون؟ فرمایا: عمر بن الخطابؓ۔ میں نے عرض کیا ٹھہریں میں اجازت لے کر ابھی آیا۔ میں نے جا کر حضور علیہ السلام سے سلام کیا اور عمرؓ کی اجازت کا پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت بھی اور جنت کی بھی خوشخبری سنا دو۔ میں نے آ کر خوشخبری سنا دی اور اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں جانب کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔

پھر میں لوٹ گیا (دروازہ پر جا کر) بیٹھ گیا اور میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ ساتھ اس کے بھائی سے بھلائی چاہے گا تو اسے بھی لے آئے گا۔ پھر ایک شخص آیا۔ اس نے دروازہ کو حرکت دی تو میں نے پوچھا کون؟ فرمایا: عثمانؓ بن عفان۔ میں نے عرض کیا ٹھہریں ابھی آیا۔ پھر میں نے آ کر اطلاع کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اجازت بھی دو اور ساتھ ساتھ مصائب برداشت کرنے سمیت ان کو جنت کی خوشخبری بھی دے دو۔ میں نے آ کر اجازت بھی دی اور مصائب کا تذکرہ بھی کیا۔ (دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ''اللھم صبراً واللہ المستعان'' اے اللہ صبر اور مدد عطا فرمانا) حضرت عثمانؓ تشریف لائے تو دیکھا کہ کنویں کے کنارے پر اس طرف جگہ نہیں ہے۔ وہ آپ کے سامنے دوسری طرف بیٹھ گئے۔ شریک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس سے یہ سمجھا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح سے ہوں گی۔ (صحیح مسلم شریف ج۲ ص ۲۷۸)

مجلس تحفظ ختم نبوت چک نمبر ۱۸۱/۹۰ رایل چیچہ وطنی کی تشکیل نو

سرپرست اعلیٰ: مولانا پیر جی عبدالحفیظ۔ سرپرست: قاری شبیر احمد۔ امیر: قاری محمد اکرم۔ ممبران: محمد شفیق، محمد صدیق، عبدالسمیع ضیاء، پیر جی عبدالحفیظ، محمد جاوید جٹ، عطاء الرحمٰن گجر، قاری عبدالرحمٰن، قاری حسن بلال امام نئی مسجد ۱۸۱/۹۰ رایل، قاری محمد حنیف، محمد اکرم جنرل کونسلر، فاروق خان نمبر دار، محمد اسلم، امداد علی رحمانی، محمد اسلم جٹ، محمد سلیم اور سرفراز۔

شہید کربلا کی مظلومانہ شہادت

مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

اس وقت ہم اپنے سردار اور سردار کے فرزند سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا روح فرسا واقعہ لکھنا چاہتے ہیں۔ زیادہ ضرورت اس وقت لکھنے کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں عام اس سے کہ سنی ہوں یا شیعہ اس زمانہ میں ان کے شہادت کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں، مجلسیں منعقد ہوتی ہیں اور افسوس ہے کہ وہ اس واقعہ کو معمولی قصے اور کہانیوں کی طرح بازاری گپ اور اپنے پسندیدہ خیالات سے مخلوط کر کے سخت توہین کرتے ہیں۔ وہ تو اپنے نزدیک اس میں رنگ آمیزی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اس کو زیادہ سے زیادہ درد آمیز بنائیں۔ مگر اس درد آمیزی کی دھن میں اکثر مقامات پر سررشتۂ ادب ان کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور جو حقیقی درد والم اس سچے واقعہ میں ودیعت رکھا گیا ہے۔ اس رنگ آمیزی کی بدولت وہ بھی مخفی ہو جاتا ہے۔ جو جو مصائب ان حضرات پر پیش آئے اور ان پر جیسا صبر ان بزرگوں نے کیا، بالکل مٹا دیا جاتا ہے۔

کاشانۂ رسالت کی مقدس خواتین کی طرف ایسے ایسے مضامین جزع وفزع، شور وشغب وفریاد وفغاں کے منسوب کئے جاتے ہیں کہ آئین صبر وشکر کے خلاف ہونے کے علاوہ شیوۂ شرافت وسیادت سے بھی بہت بعید معلوم ہوتے ہیں۔ ان جھوٹے مضامین کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گو بظاہر ان حضرات کے مصائب پر اظہار غم کیا جاتا ہے۔ مگر در پردہ انہیں صبر وشکر کی صفات پسندیدہ سے خالی بنا کر غیر قوموں کو تمسخر اور استہزاء کا موقع دیا جاتا ہے اور نئی تعلیم سے فیض پانے والے گروہ کے دلوں سے ان کی عظمت وجلال کا اثر زائل کیا جاتا ہے۔

اے مسلمانو! یاد رکھو اگر تم کو دین اسلام سے کچھ بھی تعلق ہے تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہاء محبت رکھو۔ آپ کی ذریات طاہرات اور جگر گوشۂ ہادی طیبات کو بہت عزیز سمجھو۔ خاص کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو اور درحقیقت وہ بہت بڑے پیارے تھے۔ اسلام کی حفاظت کے لئے انہوں نے اپنی جان دے دی۔ وہ جان جس کی قیمت میں متاع ہر دو جہاں پاسنگ بھی نہیں بن سکتا۔ وہ جان جس کی قدر سواء اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کما حقہ کوئی نہیں جانتا۔ سچ کہا ہے جس نے کہا ہے کہ: ”واللہ بناء لا الہ ست حسین“

کیا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی جان نثاری سے کسی طرح ان کی جانثاری کم ہے۔ بلکہ غور سے دیکھو تو اگر زیادہ نہیں تو برابر ضرور پاؤ گے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے پیارے بچوں کو کئی دن کے بھوکے پیاسے اللہ کی راہ میں دشمنوں کے ہاتھ سے ذبح کرا دیا۔ تمام عزیز واقارب یکے بعد دیگرے میدان کربلا میں ان کے سامنے خون میں نہا گئے، اف تک نہ کی۔ آسمانوں کو اور ملا اعلیٰ کے قدسیوں کو اب تک وہ واقعات یاد ہیں اور ہمیشہ یاد رہیں گے۔ تم اگر بھول جاؤ تو تمہارے بھول جانے سے وہ واقعات مٹ نہیں سکتے۔ یاد رکھو اگر کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مبعوث ہوتا اور اس پر کتاب اترتی تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر اس میں ہوتا اور یقیناً ان کی نسبت یہ کلمات ارشاد ہوتے: ”انا وجدناہ صابراً نعم العبد انہ اوّاب“ ”بے شک ہم نے حسین رضی اللہ عنہ کو صبر کرنے والا پایا۔ کیا وہ اچھا بندہ تھا وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ (شہداء نمبر اخبار النجم لکھنو، ا رمحرم الحرام ۱۳۵۵ھ/۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

ایک معذور مگر باہمت مجاہد سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

مولانا احتشام الحق، پنجگور

ایک عمر رسیدہ اور پاؤں سے لنگڑا آدمی ایک خود تراشیدہ نفیس لکڑی سے بنی مورتی کے سامنے اپنے پایہ سالم پر ٹیک لگائے انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ سر جھکائے کھڑا ہے اور مورتی کی تعریف وتوصیف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: ’’یا مناۃ ‘‘ تو اچھی طرح جانتی ہے کہ مکہ سے جو آدمی آیا ہے وہ سب سے زیادہ تیری مخالفت کرتا ہے اور اس کی خواہش وکاوش یہی ہے کہ ہم تیری عبادت چھوڑ دیں اور صرف اس کے ایک معبود کے سامنے جبیں نیاز جھکائیں اور دامن طلب پھیلائیں۔ اگر چہ میں اس کا صاف ستھرا اور خوبصورت کلام سن چکا ہوں۔ مگر میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ تیرے مشورے کے بغیر اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا۔ ’’یا مناۃ ‘‘ اب تو مشورہ دے کہ میں کیا کروں؟ بے جان مورتی کی طرف سے خاموشی کے سوا کوئی جواب نہیں ملتا تو پھر بندہ نیاز مند بول اٹھتا ہے کہ کیا تو ناراض ہوگئی؟ تو آج کے بعد کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو تجھے ناگوار گزرے۔ میں چند دنوں کے لئے تجھے چھوڑے جارہا ہوں۔ جب تیرا غصہ ٹھنڈا ہوجائے گا تو پھر میں حاضر ہوں گا۔

یہ تھی عرب سردار عمرو بن جموحؓ کی اپنے قبیلے بنی سلمہ کے نامزد اور خاص بت ’’مناۃ‘‘ سے محبت اور لگاؤ کی ایک جھلک جو زمانہ قبل از اسلام میں ان کی جہالت وبت پرستی کی آئینہ دار ہے۔ عمرو بن الجموحؓ نہ صرف قبیلہ بنی سلمہ کے سردار تھے بلکہ پورے مدینہ منورہ میں اس کی جود وسخا اور داد ودہش مشہور تھی اور وہ ہر کسی کے ساتھ رواداری وہمدردی رکھتے تھے۔ چونکہ ہر قبیلہ کے پوجا پاٹ کے لئے الگ الگ بت مقرر تھے تو عمرو بن جموح نے اپنے قبیلہ کے لئے ’’مناۃ‘‘ کو منتخب کرلیا تھا جو عمدہ قسم کی لکڑی سے تراشی گئی تھی اور وہ روزانہ طرح طرح کے عطر وخوشبو اور اچھے سے اچھے تیل سے اس کی مالش کرتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں سفیر رسول ﷺ مصعب بن عمیرؓ تبلیغ اسلام کے لئے وارد ہوئے تو مدینہ کا گھر گھر اسلام کی نورانی کرنوں سے جگمگانے لگا اور ہر گھر سے توحید کا نعرہ بلند ہونے لگا۔ باران رحمت خانہ عمرو بن جموحؓ پر بھی برس گئی اور اس کے گھر میں بھی توحید کا صاف شفاف چشمہ جاری ہوگیا اور اس کی لاعلمی میں اس کے تینوں بیٹے معاذ، معوذ اور خلاد اپنی والدہ ہندہ سمیت مشرف باسلام ہوگئے۔ ان کی بیوی ہندہ کو ان سے بے حد محبت تھی۔ اس وجہ سے وہ بے تاب رہتی تھی کہ پورا مدینہ منورہ اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں داخل ہوگیا صرف ایک میرے خاوند ہیں اور ان کے ساتھ چند دوسرے افراد جو ابھی تک کفر وشرک کی غلاظت میں لتھڑے نامعلوم منزل کی طرف بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ ایک تو ہندہ کو اپنے شوہر نامدار کی گمراہی پریشان کئے ہوئے تھی اور دوم بچوں کا اسلام مستقبل میں باپ کی وجہ سے خطرے میں تھا۔ اس لئے وہ تاک میں رہتی تھی کہ کہیں موقع ملے تو انہیں بھی راہ راست دکھایا جائے۔ ادھر عمرو بن جموح بھی اسلام کو پھیلتا

پھولتا دیکھ کر بے حد فکر مند رہتے تھے کہ کہیں میرا گھرانہ اور میرے لخت جگر بھی اس داعی کے شیریں و پر اثر گفتگو سن کر اپنے آباؤ اجداد کے دین کو خیر باد نہ کہہ ڈالیں۔ ایک دن اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے ہندہ خیال کرو کہ تیرے بچے بھی اس آدمی کے جال میں نہ پھنس جائیں۔ ہم خود غور و فکر کر کے اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ ہندہ کہنے لگیں بسر و چشم مگر تیرے بیٹے معاذ نے جو کچھ اس آدمی سے سنا ہے تم وہ سننا چاہو گے؟ عمرو بن جموح تلملا اٹھے کہ تو ہلاک ہو نور چشم معاذ اپنے دین سے پھر گیا ہے اور مجھے پتہ بھی نہیں۔ ہندہ نے انتہائی رافت وشفقت سے جواب دیا نہیں ہرگز نہیں۔ البتہ اس کی بعض مجالس میں شریک ہوا ہے اور اس کی باتوں سے کچھ یاد کر چکا ہے۔ عمرو بن جموح نے کہا کہ بلاؤ اس کو تا کہ میں خود اس سے پوچھ لوں۔ معاذ کو بلایا اور اس کو کہا کہ تم نے اس نو وارد سے کیا سنا ہے۔ ذرا مجھے سناؤ۔ معاذ نے تسمیہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اوّل سے آخر تک سنایا تو ابن جموح نے کہا کہ کیا اچھا اور خوبصورت کلام ہے۔ کیا اس کی ساری باتیں ایسے ہی میٹھی اور مسحور کن ہیں؟ معاذؓ نے کہا کہ ابا جان اس سے بھی فصیح و بلیغ کلام اس کے ہاں موجود ہے۔ کیا آپ اس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے؟ جب کہ پوری قوم اس کے ہاتھ پر بیعت کر چکی ہے۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر کہا کہ میں ''مناۃ'' کے مشورے کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ معاذ کہنے لگا وہ بے جان لکڑی کیا مشورہ دے سکتی ہے؟ بوڑھے سردار نے گرج کر کہا کہ میں بتا چکا ہوں کہ اس کی مرضی معلوم کئے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا۔

''مناۃ'' سے مشورہ کے وقت جب خاموشی رہی تو انہوں نے چند دنوں تک چھوڑ دیا اور ادھر اس کے بچوں کو شرارت سوجھی۔ انہوں نے اپنے دوست معاذ بن جبل کے ساتھ مل کر رات کے سناٹے میں ''مناۃ'' کو اٹھا کر بنی سلمہ کے کسی کوڑے دان کنویں میں پھینک دیا۔ دوسرے دن صبح صبح بوڑھا سردار راز و نیاز کے لئے ''مناۃ'' کے پاس پہنچ گیا۔ مگر ''مناۃ'' کو غائب پایا۔ جب اس کے متعلق گھر والوں سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، تو مزید بے چین ہو گیا۔ آخر کار تلاش بسیار کے بعد ''مناۃ'' اس کو ایک گندے کنویں سے ملی تو اسے اٹھا کر صاف ستھرا کر کے پھر اسی جگہ اسی والہانہ انداز میں رکھ دیا اور کہنے لگا کہ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تیرے ساتھ یہ زیادتی کس نے کی ہے تو میں اسے رسوا کر دیتا۔ دوسری رات اس کے بچوں نے ''مناۃ'' کے ساتھ پھر وہی کیا اور عمرو بن جموح نے تلاش کر کے پھر اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھا مگر بچوں کو ایک شغل ہاتھ لگا تھا۔ وہ کہاں چھوڑنے والے تھے۔ انہوں نے تیسری رات پھر وہی کیا تو ان کے والد تنگ آ گئے اور رات کو سوتے وقت اپنی تلوار لے کر ''مناۃ'' کے گلے میں ڈال دی اور کہا کہ ''یا مناۃ'' بخدا میں نہیں جانتا کہ تیرے ساتھ یہ سب کچھ کون کر رہا ہے۔ اب اگر تیرے اندر کچھ خیر موجود ہے تو تلوار لے کر اپنا دفاع خود کرو اور خود جا کر آرام سے سو گیا۔ اب کی بار جب ننھے مجاہدین کو یقین آ گیا کہ ابو گہری نیند سو رہے ہیں تو وہ اٹھے اور مناۃ سے تلوار لے کر اسے ایک مردار کتے سے باندھ کر بنی سلمہ کے ایک گندگی سے بھرپور کنویں میں پھینک دیا اور پھر صبح عرب سردار کو اپنا مشکل کشا نظر نہ آیا تو اس کی تلاش شروع کر دی۔ آخر کار اسے کنویں میں اوندھے منہ مردار کتے سے بندھا ہوا

پایا اور تلوار بھی اس سے چھین لی گئی تھی۔ اب اس نے اس کو نہیں نکالا بلکہ اسی کنویں میں چھوڑ دیا اور کہا کہ واللہ! اگر تو معبود ہوتا تو تم اور کتا ایک ساتھ کنویں میں بندھے ہوئے نہ ہوتے اور پھر دیر نہ گزری کہ انہوں نے بھی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنا تن من دھن اسلام پر نچھاور کرنے لگا اور اسلام کی خدمت واشاعت کو زندگی کا نصب العین بنالیا۔ اسی اثناء میں غزوۂ احد کا اعلان ہوا تو اس نے دیکھا کہ میرے جوان سال بیٹے خوب جوش وخروش کے ساتھ تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور رضا خداوندی کے حصول کے لئے انتہائی بے تابی کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو حضرت عمرو بن جموحؓ بھی حصول شہادت کے لئے میدان کارزار کی طرف لپک پڑے تو بیٹوں نے منع کرنا شروع کر دیا کہ ایک تو تم پاؤں سے معذور ہو۔ دوم یہ عمر بھی جہاد کی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں جہاد سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ (اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے اوپر تھی) انہوں نے بچوں کی ایک بھی نہ سنی اور سیدھا تاجدار کائنات ﷺ کے دربار عالی شان میں پہنچ گئے اور اپنے بیٹوں کی شکایت کرنے لگے کہ خود تو حصول جنت کے لئے بے قرار ہیں اور مجھے لنگڑا ہونے کی وجہ سے اس سعادت ابدی سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں اسی لنگڑے پاؤں کے ساتھ جنت میں جاؤں گا تو سرور کائنات ﷺ نے ان کے جذبات دیکھ کر انہیں اجازت دے دی اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کی خلعت فاخرہ پہنائیں اور پھر اسی کے بیٹوں نے بھی مزاحمت نہیں کی۔

خروج لشکر کے وقت حضرت عمرو بن جموحؓ نے اپنی بیوی ہندہ سے اجازت لے لی اور دعاء کی۔ یا اللہ! مجھے شہادت دے دے اور مجھے زندہ اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائے۔ جس وقت گھر سے نکلے تو اس کے جوان بیٹے اور قبیلے کے دوسرے جوان ان کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ میدان میں پہنچ کر جب جنگ کے شعلے بلند ہونے لگے تو یہ بوڑھا سردار آگے آگے جب کہ اس کے جوان بیٹے اس کے پیچھے پیچھے رزم گاہ میں شجاعت کی نئی تاریخ رقم کرنے لگے۔ وہ اپنے لنگڑے پاؤں کے ساتھ عجیب انداز میں کفار پر جھپٹتے تھے اور انہیں دبوچ لیتے تھے۔ باپ بیٹے انتہائی جوش وخروش اور جذبۂ ایمانی سے لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمرو بن جموحؓ اور اس کے بیٹے خلادؓ نے حوروں کی جھرمٹ میں جنت کی راہ لی اور خلد بریں میں پہنچ گئے۔

جب جنگ ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ شہداء کو دفنانے میں مصروف ہوگئے تو عمرو بن جموحؓ کی لاش کو دیکھ کر فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ جنت میں لنگڑا لنگڑا کر چل رہا تھا اور فرمایا کہ انہیں عبیداللہ بن عمروؓ کے ساتھ دفن کرو۔ کیونکہ دنیا میں وہ آپس میں محبت رکھتے تھے اور فرمایا کہ جو مسلمان جہاد میں زخم کھاتا ہے تو قیامت کے دن خون بہاتا ہوا اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا۔ اس خون کا رنگ زعفران ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

سبحان اللہ! کتنی بڑی فضیلت ہے میدان جہاد کے زخم اور قطرۂ خون کی۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو قطروں پر جہنم کی آگ حرام ہے۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خوف خدا کے وقت بہتا ہے اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو میدان جہاد میں بہتا ہے۔

محرم الحرام سے وابستہ شہادتیں

مولانا قاضی ظہور الحسین، چکوال

اسلامی سال ہجری کا پہلا اور آخری مہینہ شہادت کے خون سے رنگین ہے:

شہادت ہے مقصود مطلوب مؤمن

چنانچہ سال ہجری کے پہلے مہینہ محرم الحرام کی یکم تاریخ ۲۴ھ مراد رسول، داماد علی، فاتح اعظم، فاروق اعظم، امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ شہید ہوئے اور ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو مدینہ طیبہ میں باغیوں کے ہاتھوں، داماد رسول، ناشر قرآن، امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین جس بے دردی و مظلومیت کے ساتھ روزے کی حالت میں شہید ہوئے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ داماد رسول، قاضی القضاۃ، باب علم، خلافت راشدہ موعودہ کے آخری تاجدار امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ اسی طرح نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول، امام عالی مقام حضرت حسینؓ نے دفاعی جنگ لڑتے ہوئے دس محرم الحرام ۶۱ھ میں اپنے عزیز و اقارب اور احباب سمیت شہادت پائی۔ حضرت مولانا ظفر علی خان خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول — تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشہ بتول
کرتی رہے گی پیش شہادت حسین کی — آزادی حیات کا یہ سرمدی اصول
چڑھ جائے کٹ کے سر ترا نیزے کی نوک پر — لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

دمشق اور صحابہ کرامؓ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں: ’’مؤرخین کا خیال ہے کہ حرمین شریفین کے بعد صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی تعداد کہیں آرام فرما نہیں جتنی شام میں بالعموم اور دمشق میں بالخصوص ہے۔ سرزمین شام میں آرام فرمانے والے صحابہ میں حضرت بلال حبشیؓ موذن رسول اللہ، امین الامت حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت دحیہ کلبیؓ کا نام تاریخ میں ملتا ہے۔ علماء و محدثین میں سے ابن الصلاح ذہبی، مزی، مؤرخین میں سے ابن خلکان، ابن عساکر، ابن کثیر، ائمہ اسلام میں نووی، ابن تیمیہ، ابن قیم، صوفیائے کبار میں سے ابراہیم ابن ادہم، بایزید بسطامی، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، مجاہدین میں سے نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی اسی خاک دمشق میں آسودۂ خاک ہیں۔ رحمھم اللہ جمیعاً!‘‘ (کاروان زندگی ص۳۸۳، ۳۸۴ حاشیہ)

رباعیات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ...... چار ہی چار

(راوی کہتا ہے کہ ابوالعباس ولید بن ابراہیم ہمدانی رے کی قضا سے معزول ہوئے تو شہر بخارا میں ہمارے پڑوس میں اترے۔ میرا استاذ ابوالمظفر مجھے ان کے پاس لے گیا اور ان سے اس امر کا طالب ہوا کہ وہ مجھے احادیث سناویں، جو اپنے استادوں سے سن چکے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے حدیث کا سماع نہیں ہے۔ میرے استاذ نے کہا کہ آپ فقیہ ہیں، پھر حدیث کی سماع کیوں حاصل نہیں کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ ہے، مجھے حدیث کا شوق ہوا تو میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور اپنے شوق وارادہ سے ان کو مطلع کیا۔ انہوں نے فرمایا بیٹا کسی امر میں مداخلت کا قصد نہ کرنا چاہئے۔ جب تک کہ اس کی حدوں اور مقداروں کی معرفت نہ ہو۔

میں نے سوال کیا آپ مجھے علم حدیث کی حدوں اور مقداروں سے واقف کریں تو آپ نے فرمایا انسان کامل محدث تب ہی بنتا ہے جب کہ چار قسم کی حدیثیں (احادیث نبوی، آثار صحابہ، آثار تابعین، اقوال علماء) قلمبند کرے۔ معہ چار قسم کے اوصاف (ان کے نام، کنیت، مکان، زمانہ) جیسے چار چیزوں کے ساتھ چار چیزیں ہیں (خطبہ کے ساتھ جمعہ، دعا کے ساتھ توسل، سورہ کے ساتھ بسم اللہ، نماز کے ساتھ تکبیر) چار اقسام کی مثل (مسند، مرسل، موقوف، منقطع) پر اپنے چاروں زمانوں (صغرسنی، بلوغت، جوانی، ادھیڑ عمر) میں چاروں وقت (فراغت، مصروفیت، فقیری، تونگری) پر اپنے چاروں موقعوں (پہاڑوں، دریاؤں، شہروں، جنگلوں) میں رہ کر چار لکھنے کی چیزوں (پتھروں، ٹھیکریوں، چمڑوں، بکری کے شانوں) پر اس وقت تک کہ ان احادیث کو کاغذوں پر نقل کر سکے۔

چاروں قسم کے اشخاص (اپنے بڑوں، برابر کے لوگوں، اپنے سے نیچے والوں، اپنے باپوں کی کتابوں) سے چاروں غرضوں (ثواب آخرت، عمل، اشاعت وتالیف) سے پھر یہ سب چوکڑیاں چار شرطوں سے پوری ہوتی ہیں جو بندے کے اختیار میں ہیں۔ (کتابت کا علم، لغت کا علم، صرف کا علم، نحو کا علم) معہ چار شرطوں کے جو خدا کے اختیار میں ہیں۔ (قدرت، صحت، فرصت، حافظہ)

جب یہ چوکڑیاں پوری ہوں تو اس شخص کو چار چیزوں کا چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے (بیوی، مال اولاد، وطن) اور چار بلاؤں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ (دشمنوں کی خوشی، دوستوں کی ملامت، جاہلوں کا طعن، علماء کا حسد) جب وہ ان مشقتوں پر صبر کرتا ہے تو خدا دنیا میں اسے چار چیزیں انعام فرماتا ہے۔ (قناعت کی عزت، ہیبت نفس، علم کی لذت، ابدی حیات) اور چار ثواب آخرت عطا فرماتا ہے۔ (اپنے بھائیوں میں سے جس کے لئے چاہے شفاعت، عرش کا سایہ جس دن بجز اس کے کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ حوض کوثر سے جس کو چاہے پانی پلانا، اعلیٰ علیین میں نبیوں کا قرب) یہ کہہ کر انہوں نے فرمایا کہ میں نے تجھے سبھی کچھ اکٹھا سنا دیا ہے جو اپنے مشائخ سے متفرق طور سے سنا تھا۔ اب تو یہ مشکلات سوچ کر اپنے مقصود (طلب حدیث) کی طرف توجہ کر یا اس کو چھوڑ۔

مجھے ان کی بات نے ڈرا دیا۔ پس میں فکر میں چپ ہو رہا اور ادب سے سر جھکا دیا۔ جب انہوں نے میری یہ حالت دیکھی تو کہا، تجھ سے ان مشقتوں کا تحمل نہ ہو سکے تو فقہ کو تھام لے، اس کا سیکھنا تجھے آسان ہوگا اور سفروں میں جانا نہ پڑے گا اور معہ ہذا وہ (فقہ) حدیث کا پھل ہے اور فقیہہ کا ثواب محدث سے کم نہیں اور نہ فقیہ کی عزت محدث کی عزت سے کم ہے۔ یہ سن کر میں نے طلب حدیث کا عزم فسخ کیا اور فقہ کی طرف متوجہ ہوا۔

(بحوالہ قسطلانی ج۱ص۲۲، تاریخ اہل حدیث ج۱ص ۵۸۲، ۵۸۳، طبع دہلی)

مسنون دعائیں

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

دودھ پینے کی دعا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے، وہ یہ دعا پڑھے ’’اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ‘‘ اور جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے وہ یہ دعا پڑھے ’’اَللّٰھُمَّ أَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ‘‘

کھانا کھانے کے بعد کی دعا: حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں جب حضور خاتم النبیین ﷺ کھانا کھالیتے تو یہ دعا پڑھتے ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ‘‘

اگر کسی شخص کے ہاں کھانا کھایا جائے تو کیا دعا پڑھے: حضرت عبداللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے، تو وہ آپ کے لئے کھانا لائے۔ آپ کھجوریں کھاتے اور گٹھلیاں انگلی کی پشت پر رکھ کر پھینک دیتے اور پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سفید رنگ کے خچر پر سوار ہونے لگے تو میں بھی کھڑا ہوگیا تا کہ آپ کے رکاب کو تھاموں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ’’اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ فَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ‘‘ ترجمہ: اے اللہ ان کی روزی میں برکت عطا فرما اور ان کے گناہ معاف فرما اور ان کی مغفرت فرما۔

کسی کے گھر روزہ کھولنے کے بعد کی دعا: حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب رحمت عالم ﷺ کسی کے گھر روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ’’أَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ‘‘ ترجمہ: تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا، کھانا نیک لوگوں نے کھایا اور تم پر فرشتے اترے۔

روزہ افطار کرتے وقت کی دعا: مروان المقفیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا انہوں نے اپنی داڑھی کو پکڑا اور جو مٹھی سے زیادہ تھی اسے کاٹ دیا۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ’’ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ‘‘ ترجمہ: پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور ثواب لازم ہوگیا۔ ان شاء اللہ!

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے (بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو) تو وہ قبول کرے۔ اگر روزے سے نہ ہو تو کھالے اور اگر روزہ سے ہو تو برکت کی دعا کرے۔

محمود احمد عباسی کی اہل بیتؓ کے خلاف زبان درازی

ڈاکٹر محمود احمد برکاتی

محمود عباسی معروف خارجی اور سازشی تھے۔ انہوں نے اہل بیت کی دشمنی کو پاکستان میں ایک تحریک بنانے کی سازش کی۔ جناب سید محمود احمد برکاتی خیر آبادی ایک بہت بڑے علمی گھرانے کے درخشندہ ستارے تھے۔ آپ نے اپنی کتاب ''جادہ نسیان'' میں محمود عباسی پر مضمون لکھا جو بہت ساری حقیقتوں کا پردہ چاک کرتا ہے آپ بھی پڑھیں۔ (ادارہ)

محمود احمد عباسی مرحوم سے میرا تعارف پاکستان آکر غالباً ۵۴،۱۹۵۳ء میں ہوا تھا۔ انہیں کسی کتاب کی ضرورت تھی اس لئے کسی کی نشان دہی پر میرے یہاں آئے تھے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ وہ ہمارے استاد امام طب حکیم فرید احمد عباسی مرحوم ومغفور کے چھوٹے بھائی ہیں تو ایک قرب کا پہلو نکل آیا اور طرفین کی آمد ورفت شروع ہوگئی ان کے اوران کے اہل وعیال کی خدمت علاج کے بھی مواقع بارہا ملے۔

کچھ ہی دن کے بعد ان کی کتاب کے چرچے علمی حلقوں میں شروع ہوئے۔ مگر مطالعے کی لت کے باوجود مجھے اس کتاب کے مطالعے کی اکساہٹ نہیں ہوئی کیونکہ اہل تسنن اور اہل تشیع کے اختلافات میرا موضوع فکر ومطالعہ ہیں، نہ میری افتاد مزاج کو خلافیات سے کوئی مناسبت ہے، نہ میں ان مناقشات کو امت محمدیہ ﷺ کے حق میں مناسب اور مفید سمجھتا ہوں اور تاریخی، کلامی یا فقہی مسالک کے اختلاف کے بجائے عقائد کے اشتراک اور متفق علیہ امور پر نگاہ رکھتا ہوں۔ بہرحال میں یہ کتاب نہ پڑھ سکا۔ مگر ایک بار خود عباسی مرحوم ہی نے مجھے ''خلافت معاویہ ویزید'' عنایت فرمائی تو اسی مطالعے کی لت کے ہاتھوں اس کا مطالعہ کرگزرا اور خلاف مزاج پاکر المباری میں سجادی اور یوں عباسی صاحب کے افکار وآراء کا تعارف حاصل ہوگیا۔ لیکن اس موضوع پر ان سے گفتگو کی کبھی نوبت نہیں آئی۔ حالانکہ انہوں نے بارہا سلسلہ چھیڑا مثلاً ایک بار انہوں نے فرمایا ''تم حسنی سید ہو یا حسینی؟'' میں اس سے پہلے کئی حضرات سے سن چکا تھا کہ وہ شجروں اور انساب پر گفتگو کرتے ہیں اس لئے تزاخ سے جواب دیا کہ ''میں نے آپ سے کب کہا کہ میں سید ہوں؟'' اس پر وہ خاموش ہوگئے۔ اسی طرح جب میں نے سرسید کے سیاسی کردار پر تنقید کی تو عباسی صاحب ایک روز فرمانے لگے ''کل ہمارے ایک دوست کہہ رہے تھے کہ تمہارے عزیز (میری طرف اشارہ تھا) نے تمہارے مقتداء (سرسید) پر بڑی سخت تنقید کی ہے۔'' تو میں نے برجستہ جواب دیا کہ ''جی ہاں وہ صاحب مجھ سے بھی

کہہ رہے تھے مگر میں نے ان سے کہہ دیا کہ عباسی صاحب نے ہمارے نانا (سیدنا حسینؓ) کو نہیں بخشا تو ہم ان کے مقتداء کو کیوں بخشتے‘‘ اس پر وہ بڑی دیر تک ہنسے اور بات آئی گئی ہوئی۔

عباسی صاحب سے ان ملاقاتوں میں مجھے اندازہ ہوا کہ وہ معمولی صلاحیتوں کے آدمی تھے۔ عربی غالباً بالکل نہیں جانتے تھے، فارسی پر بھی عبور نہیں تھا۔ میں نے ان کو فارسی کی غلط عبارتیں پڑھتے کئی بار سنا ہے۔ تحریر کا کام بھی وہ مسلسل نہیں کرتے رہے، آغاز عمر میں تاریخ امروہہ، تحقیق الانساب اور تذکرہ الکرام لکھی تھیں اس کے بہت عرصے بعد ۷۰ سال سے زیادہ کی عمر میں ’’خلافت معاویہ ویزید‘‘ لکھی۔ اس کتاب کے سلسلے میں ان کو متعدد اہل علم وقلم کا تعاون حاصل تھا۔ جن میں سے ایک نام کے متعلق مجھے تحقیق ہے اور وہ ہے مولانا تمنا عمادی کا نام، جو ان کے لئے کتب تاریخ سے اقتباسات اور ان کے ترجمے لکھ کر بھیجا کرتے تھے، ایک بار وہ عباسی صاحب کے یہاں چندروز مقیم بھی رہے اور وہاں بھی میں نے انہیں یہی کام کرتے دیکھا ہے۔

دوسرا تاثر میرا یہ ہے کہ وہ اپنی تحریک کے سلسلے میں مخلص نہیں تھے۔ زبان وقلم سے ردّ شیعت کے باوجود اہل تشیع سے ان کے گونا گوں مراسم تھے۔ ایک بار میں پہنچا تو چند نامور شیعہ اہل قلم ان کے یہاں بیٹھے تھے اور بڑا پر تکلف ناشتہ کر رہے تھے اور بہت اپنائیت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد از خود صفائی کرنے لگے کہ ان بچوں سے وطن ہی سے مراسم ہیں، بڑی محبت کرتے ہیں، میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں، میں نے ’’جی‘‘ کہہ کر بات ٹال دی کہ مجھے اس سے کیا دلچسپی؟ اسی طرح ایک بار انتخابات میں انہوں نے ایک شیعہ امیدوار کو ووٹ دیا اور میرے سامنے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ ان کے خاندان سے قدیم مراسم ہیں اور میں اسے اہل سمجھتا ہوں۔ ایک بار ان کی اہلیہ محترمہ جو مجھ پر بڑی شفقت فرماتی تھیں، اپنے ایک ہمسائے کی شکایت کرنے لگیں کہ وہ آج صبح انہیں (عباسی صاحب کو) گالیاں دے رہا تھا اور یزید اور یزید کی اولاد تک کہہ گیا۔ اس پر میں نے ازراہ تفنن کہہ مارا کہ ’’یہ تو آپ کے نقطہ نظر کے پیش نظر مدح ہوئی، قدح نہیں ہوئی۔ اس پر بہت برہم ہوگئے اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے اور ان کی اہلیہ محترمہ کہنے لگیں ’’کیوں چھیڑتے ہو۔‘‘

مطلب یہ ہے میرے خیال میں وہ دل سے یزید دوست اور شیعہ دشمن نہیں تھے بلکہ دانستہ یا نادانستہ کسی اسلام دشمن تحریک یا طاقت کا آلہ کار تھے اور افتراق بین المسلمین کی مہم میں سرگرم تھے۔ میں نے ان میں شیعیت کے مظاہر تو کئی بار دیکھے (مثلاً مجالس تک ان کے یہاں برپا ہوتی تھیں اور وہ ذکر کرکے روتے اور رلاتے تھے) مگر ان کی پابندی احکام شریعت کا کوئی منظر اور واقعہ میرے علم وذہن میں نہیں ہے، کم سے کم میں نے ان کو کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، نہ کسی سے سنا۔ تجارت اور معاشی منفعت بھی اس مہم میں یقیناً ان کے پیش

نظر تھی، ایک بار نیاز فتح پوری کا ایک خط انہوں نے ایک دوسرے خط کے دھوکے میں مجھے پڑھنے کے لئے دیا۔ میں بھی جب خط پڑھ چکا تو پتہ چلا کہ یہ وہ مطلوبہ خط نہیں ہے۔ خط واپس کیا تو وہ بھی چکرا گئے۔ بہر حال اس خط کا جو مفہوم ذہن میں مستحضر ہے کچھ اس قسم کا تھا کہ ’’خوب کتاب لکھی ہے، کچھ ہنگامہ گرم رہے گا، لطف رہے گا۔ خوب نکل رہی ہوگی، میں نے بھی اس پر تبصرہ لکھا ہے، کتابی شکل میں بھی آئے گا، اسے وہاں نکلوائیں اور اپنی کتاب کے اتنے نسخے تاجرانہ نرخ پر مجھے بجوائیں، کہ تبصرہ پڑھ کر کتاب کی مانگ بھی آئے گی‘‘۔

اسی طرح ایک صاحب سے جو نہ خدا کے قائل تھے نہ مذہب کے ان سے اپنی تحقیق ذکر کے چاہتے تھے کہ وہ رائے دیں، انہوں نے کہا ’’میری رائے کا کیا کریں گے، میری نظر میں آپ کے حسین اور یزید دونوں گھٹیا تھے، عالمی سطح پر ان کی حیثیت نہیں، تاریخ عالم کے اکابر میں ان کو محسوب نہیں کیا جاسکتا۔ تخت کے دو معمولی امیدوار لڑ پڑے تھے اور ایک مارا گیا۔‘‘ اس پر عباسی صاحب نے تائید اور مسرت کا اظہار ایک قہقہے سے کیا اور انگریزی میں چند جملے کہے جن کا مفہوم یہ تھا کہ بالکل یہی رائے میری اور ہر پڑھے لکھے آدمی (ایجوکیٹڈ) کی ہے۔ مگر ان صاحب (جنٹل مین) کے سامنے بات نہ کیجئے۔ یہ لوگ قدامت گزیدہ (آرتھوڈکس) ہوتے ہیں۔ عباسی صاحب نے مجھے انگریزی سے نابلد سمجھا تھا، میں نابلد ہی بنا رہا اور اجازت چاہی جو بڑی خوش دلی سے دے دی گئی۔ میرے بعد باہم گفتگو ہوئی ہوگی کہ آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ میں تو خود روشن خیال اور آزاد فکر ہوں، مگر ایک فرقے کو بہکانا اور معاشی منفعت حاصل کرنا ہے۔ اس قسم کے حضرات کو صرف معاشی منفعت ہی حاصل ہو کر رہ جاتی ہے یا پھر اس کے ساتھ کوئی عالی منصب اور شہرت بھی مگر اصل منفعت تو کفار کو حاصل ہوتی ہے، یہود کو حاصل ہوتی ہے، اسلام دشمنوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جنہیں اگر کوئی خطرہ ہے تو اس امت کی بیداری سے ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور ان میں تاریخی، کلامی اور فقہی مسائل پر اختلافات کی آگ کو اپنے دامن دولت سے ہوا دے کر فروزاں کرتے ہیں۔

ان کے مسلک کے بودے پن کے سلسلے میں یہ دلچسپ واقعہ بھی سننے کا ہے۔ ایک بار معلوم ہوا کہ لاہور سے حکیم حسین احمد عباسی مرحوم آئے ہوئے ہیں اور محمود احمد عباسی کے یہاں مقیم ہیں۔ چنانچہ میں اور میرے رفیق درس اور عزیز دوست حکیم جامی (جو کوٹری سے حسین میاں سے ملنے کے لئے ہی تشریف لائے تھے) عباسی صاحب کے یہاں پہنچے۔ حسین میاں تو نہیں ملے البتہ عباسی صاحب ضرور مل گئے اور حسب عادت وہی موضوع چھیڑ دیا۔ میں حسب دستور تحمل سے کام لیتا رہا مگر جامی صاحب تحمل کے قائل نہیں اور رد باطل کے لئے ہمہ وقت آمادہ و مستعد رہتے ہیں۔ اور زبان و بیان تک کی اغلاط کی تصحیح کو جہاد سمجھتے ہیں۔ چنانچہ عباسی صاحب اسلامی تاریخ کے ماخذ پر گفتگو کر رہے تھے اور طبری وغیرہ کو نا معتبر بتا رہے تھے۔ اچانک

سیدنا حسینؓ کے لئے فرمانے لگے ’’انہیں خناق کا مرض تھا اور اطبا نے لکھا ہے کہ اس مرض میں مبتلا انسان کی قوت فیصلہ بہت متاثر ہو جاتی ہے۔‘‘ اب جامی صاحب کے جہاد کی گھڑی آ گئی تھی۔ عباسی صاحب سے پوچھا کہ یہ بات کس نے لکھی ہے؟ عباسی صاحب روانی میں کہہ گئے کہ طبری نے لکھی ہے۔ اس پر جامی صاحب نے ایک بڑے زہریلے قسم کا طنزیہ قہقہ سر کیا اور بولے جی ہاں وہی طبری جو نا معتبر ہے۔ اس پر عباسی صاحب نے اپنے مؤقف کے ضعف کو اپنی برہمی سے قوت میں بدلنا چاہا اور آپے سے باہر ہو گئے، کھڑے ہو کر کہنے لگے ’’میرے بھائی (بابائے طب مرحوم و مغفور) کا شاگرد ہو کر مجھ پر تنقید کرتا ہے‘‘ اور ایسی ہی حواس باختگی کی بہت سی باتیں بڑے جوش غضب کے عالم میں کہہ گزرے۔

جامی صاحب نے، جو ایسے معرکوں کے عادی اور ماہر اور جسمانی صحت سے بھی مایہ دار ہیں، بڑے اطمینان اور ٹھیرے ہوئے لہجے میں جواب دیا ’’بڑے میاں! پہلے تو بیٹھ جاؤ، ہانپ رہے ہو، پھر تم اس یگانہ وقت اور باخدا بزرگ (بابائے طب) سے کیا نسبت رکھتے ہو اور ان سے نسبت جتاتے ہو، جس کی تصدیق کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں، اگر ہے تو اسے ثابت کرو اور اچھے آدمیوں کی طرح معقولیت سے بات کرو، اپنی باتوں کے تضاد کو رفع کرو اور اگر کشتی ہی لڑنا ہے تو لو میں بھی کھڑا ہو جاتا ہوں‘‘ (اسی دوران دونوں کی بلند آوازیں سن کر زنانے میں سے ایک نوجوان غالباً نواسہ نکل آیا تھا اسے مخاطب کر کے جامی صاحب نے پچکارتے ہوئے کہا) ’’میاں! ابا کی مدد کے لئے صرف تم سے کام نہیں چلے گا۔ اللہ کے فضل سے ۲۵ آدمیوں سے بیک وقت لڑوں گا‘‘ وہ نوجوان تو مرعوب ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور میں نے جامی صاحب کی آتش جلال کو سرد کرنے کے لئے کچھ کہنا چاہا تھا کہ جامی صاحب کڑکے ’’معاف فرمایئے، محمود میاں! میں باطل اور گمراہ کن اور بے سروپا باتیں سن کر آپ کی طرح خاموش ہو جانا اور تردید کے لئے مناسب موقع کا انتظار کرنا گناہ سمجھتا ہوں۔ اب میں اس شخص کو بھگتنے کے لئے کیا کوٹری سے پھر کبھی آ ؤں گا۔ یا یہ مجھے معقول جواب دے ورنہ میں (اپنے بھرے بازو دکھاتے ہوئے) ان کو حرکت میں لاؤں گا۔‘‘ عباسی صاحب یہ عالم یہ رنگ دیکھ کر بڑے خوف زدہ اور بدحواس سے ہو گئے تھے۔ میں نے اپنے مراسم کے زور پر جامی صاحب کو بہ جبر التواء جہاد پر آمادہ کیا اور ان کو گھسیٹتا ہوا وہاں سے لے آیا۔

عباسی صاحب سے آخری ملاقات یوں ہوئی کہ میرے فاضل دوست جناب اقتدار ہاشمی صاحب اور میں عباسی صاحب کے یہاں گئے۔ ہاشمی صاحب تاریخ اسلام پر بڑا عبور رکھتے ہیں اور ان کے اور عباسی صاحب کے درمیان کتب مطالعہ کا تبادلہ بھی ہوتا رہتا تھا۔ تو ایک دن ہاشمی صاحب اور میں عباسی صاحب کے یہاں گئے۔ عباسی صاحب اور ہاشمی صاحب اسی موضوع (حسین و یزید) پر گفتگو کرنے لگے، میں ایک کتاب

ہاتھ میں لے کر وقت گزارنے لگا۔ مطالعہ سے میری توجہ بلند ہوتی ہوئی آواز نے ہٹائی۔ ایڈیٹ ؟ (بیوقوف)۔ ہاں، ایڈیٹ تھا۔ علیؓ ایڈیٹ، علیؓ ایڈیٹ۔ یس علی ایڈیٹ، علی واز ایڈیٹ۔ اور ہاشمی صاحب جو پاؤں اٹھائے تخت پر بیٹھے تھے پاؤں لٹکا کر جوتا پہنتے ہوئے مجھ سے کہنے لگے ’’حکیم صاحب! آپ ٹھہریں گے؟ میں تو چلا، اب برداشت کی بات نہیں رہی۔ میں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا، ’’فوراً چلئے، اب یہاں کبھی نہیں آنا ہے توبہ توبہ!‘‘ اور عباسی صاحب ’’حکیم صاحب، ہاشمی صاحب‘‘ چیختے رہے مگر ہم وہاں سے نکل آئے اور پھر کبھی وہاں نہیں گئے، یہاں تک کہ ۱۹۸۰ء میں عباسی صاحب اس کے دربار میں پہنچ گئے جس کے سامنے ان کا باطن ظاہر ہوگا۔ (جادۂ نسیاں ص ۱۶۱، تا ۱۶۶)

محمد آصف سعید راجپوت کی رحلت

ختم نبوت ساہیوال کے راہنما جناب محمد آصف سعید ۹ر جولائی ۲۰۲۰ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ آپ کا اصلاحی وروحانی تعلق حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا اور اسی تعلق نے آپ کو ختم نبوت کا ورکر بنا دیا۔ مرحوم ہر سال باقاعدگی سے سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت فرماتے تھے۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے آپ عشق ومستی کی کیفیت میں کام کرتے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد شہداء کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ حضرت مولانا اللہ وسایا نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مولانا نور محمد، قاری منظور احمد طاہر، قاری عبدالجبار اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی سمیت شہر بھر کی مذہبی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔

جناب حافظ ناصر علی کا انتقال

ختم نبوت چیچہ وطنی کے کارکن اور معاون محترم حافظ ناصر علی المدینہ گیس والے ۱۳ر جولائی ۲۰۲۰ء کو مختصر علالت کے بعد جہان آخرت سدھار گئے۔ آپ نے جامعہ ربانیہ اڈا پھلور میں حفظ قرآن مکمل کیا تھا۔ حفظ کے بعد ہی آپ ایل. پی. جی کے کام میں مصروف ہوگئے تھے۔ کاروبار کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت تحفظ کے لئے ہمیشہ اپنی جانی ومالی قربانی دینے میں پیش پیش رہے۔ آپ مرنجاں مرنج اور باغ وبہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے اخلاق حسنہ کا یہ عالم تھا کہ آپ کے اردگرد ہر وقت آپ کے احباب، پروانوں کی طرح جمع رہتے تھے۔ طبیعت میں خاموشی، گفتگو میں متانت اور تمام دوستوں کے مراتب ودرجات کا لحاظ کرتے ہوئے معقول سے معقول تر گفتگو فرماتے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پر دل وجان سے فداء تھے۔

اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین حضرات کی بال بال مغفرت اور بلندی درجات نصیب فرمائیں۔ لواحقین وپسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطاء فرمائیں۔ آمین!

حاجی میر شہزاد خان رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

مولانا محمد ابراہیم ادہمی

والد محترم حاجی میر شہزاد خانؒ نے ۱۸ جون ۲۰۲۰ء کو مجھے نماز فجر کے بعد فرمایا کہ بیٹا مسجد میں جاؤ اور بچوں کو سبق پڑھا دو تا کہ ان کے سبق کا ناغہ نہ ہو۔ میں مسجد گیا درس کے بعد واپس گھر آیا تو بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ اس کے بعد مجھے فرمایا کہ مجھے ویل چیئر پر بٹھا دو، جیسے ہی والد محترم کو ویل چیئر پر بٹھایا تو آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ ڈاکٹر کو فون کیا، ڈاکٹر صاحب نے آکر آخری کوشش کی لیکن جان بر نہ ہوسکی اور چند ہی منٹوں بعد ساڑھے سات بجے آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

والد محترم وطن عزیز کے دفاع کے لئے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں انڈیا کے خلاف بہادری، جرأت، شجاعت اور انتہائی جوش و جذبے کے ساتھ لڑے، اسی جرأت اور شجاعت کی وجہ سے حکومت پاکستان نے تمغہ جنگ اور تمغہ شجاعت سے نوازا۔ اسی طرح ۱۹۷۱ء میں بھی اسی جذبے کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ۱۹۸۱ء میں پاک فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد سرائے نورنگ میں کاروبار شروع کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے (راقم الحروف) کی دینی تربیت پر توجہ دی اور دینی علوم حاصل کرنے کے لئے مدرسے میں داخل کرایا۔ اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج الحمدللہ راقم علمائے کرام کے جوتے سیدھے کر رہا ہے۔

والد محترم پانچ وقت نماز باجماعت اور نماز تہجد کے پابند تھے۔ صبح شام کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ رمضان المبارک میں شدید گرمی و شوگر کے باوجود کبھی روزہ ترک نہ کرتے۔ علماء کرام وطلباء سے محبت اور ان کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ انتہائی خاموش مزاج تھے۔ پوری زندگی کسی کے ساتھ تلخ کلامی کی نوبت پیش نہیں آئی۔ اہل علاقہ والد محترم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں کی کامیابی پر انتہائی خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ اجلاس اور کامیاب پروگرام کے بعد سب سے پہلے مجھے مبارکباد دیتے۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس نورنگ کے موقع پر میرا حوصلہ بڑھاتے اور فرماتے میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ انہیں دعاؤں کے باعث ہمارے اندر ہمت اور جذبہ پیدا ہوتا۔

والد محترم کے فراق نے بہت زیادہ مغموم کر دیا تھا اور خود کو تنہا سمجھ رہا تھا کہ غم کے اس ماحول میں عالمی مجلس اور جمعیت علماء کے مرکزی وصوبائی قائدین کے کلمات نے حوصلہ پیدا کیا۔

نماز جنازہ بعد نماز عصر ڈھیری قبرستان نورنگ میں راقم کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں علماء، طلباء اور عالمی مجلس و جمعیت کے احباب سمیت ہزاروں افراد شریک تھے، اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ والد مرحوم کو کروٹ کروٹ آرام، چین اور سکون نصیب فرمائیں۔ آمین!

قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات

مولانا اللہ وسایا

مئی، جون ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں نے اپنے چینل سے مسلمانوں سے نو سوالات کئے۔ ان تمام سوالات کے تفصیلی جوابات، کے.ٹی.وی آفیشل کے لئے ریکارڈ کرائے گئے۔ تحریری جوابات کو سوشل میڈیا پر ڈالا گیا۔ اپنے رسائل میں شائع کیا گیا، علیحدہ پمفلٹ مرتب کیا گیا۔ اس کے بعد جولائی ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں نے پروگرام کئے، ہمارے جوابات کے کسی جزء پر کچھ کہنے پر اکتفا کیا گیا۔ ہمارے مکمل جوابات کا مکمل جواب الجواب نہیں دیا ’’فبھت الذی کفر‘‘ کا نمونہ بن گئے۔ ہم نے ان سے جو نو سوالات کئے تھے، اس سے تو وہ نو دو گیارہ ہوگئے۔ جواب دینے کی جرأت تو درکنار، ان پر کچھ کہنے کی سکت کا بھی اظہار نہ کیا۔ ہاں یہ شکوہ ضرور کیا کہ آپ (مسلمان) ہم سے کیوں سوال کرتے ہیں؟ گویا قادیانیوں کو سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں، وہ تو مسلمانوں سے سوال کرسکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو سوال کرنے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس قادیانی کج روی پر تمام دنیا گواہ رہے۔

اب جولائی ۲۰۲۰ء میں قادیانیوں نے مسلمانوں سے مزید پانچ سوال کئے۔ سوال نمبر۱ کے تحت چار ضمنی سوال کئے۔ سوال نمبر۴ کے تحت تین ضمنی سوال کئے۔ سوالات پانچ اور ضمنی سوالات ۷۔ کل سوالات بارہ ہوگئے، ذیل میں ہم نے ان کے سوالات کے جوابات تحریر کئے ہیں اور اپنی طرف سے مزید بارہ سوال قادیانیوں پر قائم کئے ہیں۔ قادیانیوں کے پہلے نو سوالات اور اب کے ۱۲ سوالات کے جواب سے ہم عہدہ برآ ہوئے۔ البتہ ہمارے پہلے والے نو سوالات اور اب کے ۱۲، کل ۲۱ سوالات کے جوابات قادیانی بزاخفشوں کے ذمہ قرض ہیں۔ دیکھئے قادیانیوں کے امور عامہ کے نہاں خانہ سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ ان ۲۱ سوالات کے علاوہ پہلے سے امت کے سینکڑوں سوالات قادیانیوں کے نام، ہمارے پاس تیار پڑے ہیں۔ جن کی اشاعت کا ہم وعدہ بھی کرچکے ہیں۔ سردست قادیانیوں کے تازہ سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

قادیانی سوال نمبر۱:

کیا کسی ملک کی اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی جماعت یا گروہ کے متعلق یہ فیصلہ کرے کہ وہ مسلم ہے یا غیرمسلم؟

جواب:

آنجہانی مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت ہے، جھوٹے مدعی نبوت کو سچا نبی ماننا ایک جھوٹ کو سچ قرار

دینے کے مترادف ہے۔ یہ اتنا بڑا جرم ہے جیسے چور اور ڈاکو کو حق بجانب قرار دینا، رات کو دن، اندھیرے کو روشنی، نابینا کو بینا، جاہل کو عالم قرار دینا، جہاں یہ جرم ہے وہاں یہ مشکل بھی ہے۔ قادیانی جماعت کا ہر فرد اس ڈیوٹی کو سرانجام دینے کی چکی پر جتا ہوا ہے۔ وہ جس ذہنی خلفشار سے دوچار ہیں، اس کا مظہر، یہ سوال ہے ''یتخبطہ الشیطان من المس'' شیطان نے ان کو ایسے مخبوط کردیا ہے، ایسے اچک لیا ہے کہ وہ جھوٹ کو سچ قرار دینے کی ایسی خوفناک کوشش میں مبتلا ہیں کہ ان کا ہر قدم اندھیرے میں اٹھتا ہے۔ جہاں چہار سو ندامت کی دلدل انہیں جکڑ لیتی ہے۔

مثلاً اس سوال کو لیجئے! کاش قادیانی یہ سوال اس وقت اپنی قیادت سے کرتے جب ان کے چوتھے گرو مرزا ناصر، پاکستان کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو سے یہ تحریری درخواست کر رہے تھے کہ قومی اسمبلی میں ہمارے (قادیانی) عقائد پر بحث کرنا ہے، تو ہمارا بھی مؤقف سنا جائے۔ چنانچہ اس وقت اپنے خلیفہ سے قادیانی یہ سوال کرتے کہ جناب! کیا کسی اسمبلی کو حق حاصل ہے کہ کسی کے متعلق مسلم و غیر مسلم کا فیصلہ کرے؟

قادیانی معترضین توجہ کریں کہ آپ کی قیادت خود درخواست دے کر قومی اسمبلی کی اس کارروائی کا حصہ بنی، تحریری طور پر اپنا مؤقف پیش کیا، اسمبلی کے ہر معزز رکن تک اپنا مؤقف کتابی شکل میں پہنچایا۔ ایک دو دن نہیں، گیارہ دن۔ ایک آدھ بار نہیں، کئی اجلاس۔ چند منٹ نہیں، ۴۱ گھنٹے قادیانی خلیفہ اپنے وفد کے ساتھ اس کارروائی میں شریک رہے۔ ان پر نہایت سنجیدہ اور عالمانہ جرح ہوئی، وہ صبح و شام سوالوں کا جواب دینے کے لئے مہلت پر مہلت مانگتے رہے۔ اس وقت تمہیں کیوں یاد نہ آیا کہ کسی اسمبلی کو مسلم و غیر مسلم کے فیصلہ کا حق حاصل نہیں؟

اب فیصلہ آجانے کے بعد اس پر واویلا کرنا، اسے بعد از مرگ واویلا کہتے ہیں۔ پشتو کہاوت کے مطابق آپ کا یہ سوال وہ مکا ہے جو لڑائی کے بعد آپ کو یاد آیا ہے، اس کا بہترین مصرف آپ کا منہ ہے۔

۲...... قادیانی وظیفہ خواروں کو سوال کرنے کا مروڑ اٹھا ہے تو مرزا مسرور سے پوچھیں کہ جناب جب کسی اسمبلی کو مسلم و غیر مسلم کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں تو آپ کے پیش رو مرزا ناصر نے یہ اقدام کیوں کیا؟ سیانے کہتے ہیں ''خود کردہ را علاجے نیست۔'' غرض قادیانی خودنماؤں کے اس سوال کا مصرف ان کی اپنی قیادت ہے۔

۳...... قادیانی اس پر بھی توجہ فرمائیں کہ اگر فیصلہ آپ کے حق میں ہوتا تو کیا آپ نے یہ سوال کرنا تھا یا پوری دنیا میں اس فیصلہ کو آسمانی دستاویز کی طرح مقدس قرار دے کر آسمان کو سر پر اٹھا لینا تھا؟ اوفریسیو! لینے اور دینے کے جدا جدا باٹ رکھنے کی پرانی رسم کو کیوں سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ وہی

بات کہ محض جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے فعل بد کی سزا پا رہے ہو۔

۴…… قادیانیوں سے درخواست ہے کہ خدع کرنا، سچ اور جھوٹ کو خلط کرنا، جس کو دجل یا تلبیس کہتے ہیں، اس مرض سے اگر نجات چاہتے ہو تو، اپنی قیادت کی کرتوتوں پر غور کرلو، آپ میں سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔ کیا آپ کو بھول گیا کہ ستمبر۱۹۷۴ء کی ۴،۵؍تاریخ کو قادیانی جماعت نے ملک بھر کی ٹیلی فون ڈائریکٹریاں منگوا کر ان سے پتے تلاش کرکے پورے ملک کے ہر بڑے شہر وقصبہ ودیہات کے مسلمانوں کو لاکھوں کی تعداد میں چناب نگر (سابق ربوہ) سے ایک ہی عنوان کا خط ارسال کیا کہ ’’خدائی فوجیں نصرت کو آرہی ہیں، دنیا کے کنارے تک تیرا نام پہنچے گا، تیرا نام پورا ہوگا۔‘‘

کیا آپ کا موجودہ خلیفہ قسم اٹھا سکتا ہے کہ اس کے پیش رو مرزا ناصر نے یہ خط نہیں بھجوائے تھے، کیا قادیانی قیادت اس واردات سے انکار کرسکتی ہے؟ یہ ایک اٹل حقیقت ہے، رہتی دنیا تک آپ اس سے انکار کی جرأت نہیں کرسکتے۔ تمہاری پیش رو، باخبر اور خودساختہ، عقل مند قیادت کو یقین تھا کہ اسمبلی کا فیصلہ ہمارے حق میں آئے گا۔ مسلمانوں کے خلاف فیصلہ ہوگا۔ مسلمان احتجاج کریں گے، کچل دیئے جائیں گے۔ ۴،۵؍ستمبر کو خطوط پوسٹ کئے، ۶؍ستمبر کو چھٹی ہوتی ہے۔ سات کو جب فیصلہ آئے گا، اسی دن یہ خط مسلمانوں کو ملیں گے۔ جب تحریک کچلی جاچکی ہوگی۔ مسلمانوں کے دل ٹوٹے ہوئے ہوں گے، تو یہ خط ہماری صداقت کی دلیل بن جائے گا۔ یہی وہ تمہاری قیادت کی خوش فہمیاں تھیں جس کے تحت تم بڑے کروفر کے ساتھ اسمبلی میں گئے تھے۔ خدا کی قدرت، حق، حق ہے۔ باطل، باطل ہے۔ جب اسمبلی میں حق وباطل ایک دوسرے کے سامنے آئے تو قرآنی حقیقت پھر ایک بار افق عالم پر جلوہ بار ہوئی۔ ’’جاء الحق وزهق الباطل. ان الباطل كان زهوقا ‘‘ تمہارے خلیفہ وقیادت کی سب خوش فہمیاں بھول بھلیوں میں بدل گئیں، تمہاری خودساختہ تمنائیں دم توڑ گئیں، تمہارے افسران، تمہارے جرنیل، تمہارا سرمایہ، مغرب کی سرپرستی وسفارشیں اور حکومت پر دباؤ سب ھباءً منثورا ہوا۔ تو فتح کے زعم میں پہلے سے جو خط تیار کیا تھا، قومی اسمبلی کے فیصلہ کے ساتھ یہ بھی تمہارے چہروں کو تمہارے دلوں کی طرح سیاہ کرگیا۔ بجائے فتح کے شادیانے کے، یہ ذلت کا تازیانہ بن گیا۔ جسے تم آب حیات سمجھتے تھے، وہی تمہارے لئے ماء سموم وزقوم بن گیا۔ تمہیں جو فتح کی امید تھی، وہ شکست اور پیام اجل بن گئی۔ تو اب اس سوال پر آ گئے ہو۔ جو سوال کرنے کا وقت تھا، اس وقت سوال نہ کیا۔ جن سے اب سوال کرنا چاہئے تھا، ان سے سوال نہیں کرپائے۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ اب اس سٹیج پر آ گئے ہو۔ سوال کرنے والے قادیانیوں پر مجھے ترس آتا ہے، وہ جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے جس جرم کی بھٹی میں جل رہے ہیں، اس کی تلخی بھی اس سوال کے ذریعے میرے سامنے ہے۔ لیکن سوائے اس کے میں دعا کروں کہ اس جھوٹ کی حمایت کی بیگار سے اللہ تعالیٰ ان کو خلاصی نصیب فرمائیں۔

۵...... قادیانی حضرات اگر نہیں بھولے تو ان سے درخواست ہے کہ جب فیصلہ آپ کے خلاف ہوا، آپ کی تمام حسرتوں کا خون ہوگیا۔ پہلے تو عرصہ تک آپ خاموش رہے۔ پھر پتہ چلا کہ اسمبلی کی کارروائی کو ٹاپ سیکرٹ قرار دے کر سربمہر کردیا گیا ہے اور یہ حکومت نے آپ کی خجالت چھپانے کے لئے کیا۔ آپ کو حوصلہ ہوا کہ دل کی مراد برآئی۔ پھر ملک گیر پروپیگنڈہ شروع کیا گیا کہ اسمبلی کی کارروائی کیوں نہیں شائع کرتے۔ اگر کارروائی شائع ہوجائے تو آدھا ملک قادیانی ہوجائے۔ اتنا بڑا پروپیگنڈا ہوا کہ کان پک گئے۔ قومی اسمبلی کے اس وقت کے سپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان کا بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ قادیانی شکر کریں کہ اسمبلی کی کارروائی ان حالات میں شائع نہیں ہوئی۔ ورنہ پورے ملک میں قادیانی منہ اٹھانے اور آنکھ ملانے کے قابل نہ رہتے۔

اب جبکہ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے قومی اسمبلی کی قادیانی کیس کے متعلق مکمل کارروائی شائع ہوگئی ہے تو قادیانی بازی گر موقف پر موقف بدل رہے ہیں۔ یہ سوال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس موقعہ پر یہ عرض کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس اسمبلی کی کارروائی میں مرزا ناصر نے بھی کئی دن کی جرح کے بعد خود تسلیم کیا کہ مسلمان ملک کی اسمبلی کو کسی گروہ کے مسلم وغیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کرنے اور اس سلسلہ میں قانون سازی کرنے کا مکمل حق حاصل ہے، مرزا ناصر کے قومی اسمبلی میں اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا حوالہ اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ بابت بحالی حلف نامہ میں بھی موجود ہے۔ بلکہ اس کیس میں ایک تنقیح بھی قائم ہوئی کہ اسمبلی یا عدالت کسی کو غیر مسلم قرار دے سکتی ہے؟ اسلامی سکالرز جو عدالت کے طلب کرنے پر عدالت کی معاونت کے لئے پیش ہوئے، انہوں نے قرآن وسنت سے دلائل دیئے کہ حکومت وعدلیہ قانون سازی یا فیصلہ کرسکتی ہے۔ فیصلہ میں ہائیکورٹ کے جج نے ان دلائل کو فیصلہ کا حصہ بنایا ہے، ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ قادیانیوں سے گزارش ہے کہ دنیا بھر میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ اسمبلی قانون ساز ادارہ ہے۔ ایک آدمی غیر مسلم ہوکر خود کو دھوکہ سے مسلمان کہتا ہے تو اس کی دھوکہ دہی کو روکنے کے لئے قانون سازی حکومت کے ذمہ فرض ہے، تاکہ معاشرے کو انتشار سے بچایا جاسکے۔

ان تمام حقائق کے باوجود بھی قادیانی اگر اشکال کرتے ہیں تو انہیں یقین کرنا چاہئے کہ تم ایک ایسی بات کہہ رہے ہو جس میں تم اکیلے ہو۔ کوئی انصاف پسند آپ کے ساتھ نہیں۔ حتی کہ مرزا ناصر تمہارے خلیفہ، تمہاری جماعت بھی تسلیم کرچکی ہے کہ حکومت کو ’’مسلم کون غیر مسلم کون؟‘‘ اس پر قانون سازی کا حق حاصل ہے۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۱:

’’ہماری جماعت کو صرف اس لئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، کیونکہ ان کے خلاف فیصلہ کرنے والے اکثریت میں تھے۔‘‘

جواب:

جواباً عرض ہے کہ اس سوال کا سادہ الفاظ میں مقصد یہ ہے ’’کہ مرا تو اس لئے کہ سانس نہیں آ تا تھا‘‘۔نہیں معلوم کہ قادیانی اس سوال سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جب ایک قانون ساز ادارہ میں قانون سازی کے لئے کوئی چیز پیش ہوتی ہے تو اختلاف رائے کی صورت میں فیصلہ ہمیشہ اکثریت کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے۔تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ قادیانی معترض کا یہ کہنا کہ ’’وہ اکثریت میں تھے‘‘ یہ کہہ کر بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ گویا کچھ ممبران کے ووٹ قادیانیوں کے ساتھ بھی تھے،لیکن وہ تھوڑے تھے۔ اگر یہ بات کرنا مطلوب ہے تو میرے خیال میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے بعد یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے، اکثریت ، اقلیت کی بات نہیں۔قادیانیوں کے کفر کا مسئلہ جب پیش ہوا، پوری قومی اسمبلی کے اراکین نے متفقہ فیصلہ دیا۔ایک ممبر نے بھی مخالفت نہیں کی کہ قادیانیوں کو کافر نہ کہو۔تو یہ اکثریتی فیصلہ نہیں، بلکہ متفقہ فیصلہ ہے۔’’اکثریت فیصلہ کرنے والوں کی ہمارے خلاف تھی‘‘ کا تأثر دے کر بھی قادیانی دنیا کو دھوکہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پوری اسمبلی میں موجود تمام حضرات اراکین نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد کے حق میں ووٹ دے کر متفقہ فیصلہ کیا تھا۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۲:

’’قادیانی مربی نے پروگرام میں کہا کہ کوئی شخص کسی کو اختلاف کی صورت میں ذاتی حیثیت میں تو غیر مسلم سمجھ سکتا ہے، مگر حکومت کو یہ حق حاصل نہیں۔‘‘

جواب:

قادیانی ذاتی وحکومتی بحث میں الجھا کر اپنے مردہ ضمیر کو کذب ودجل کا گلوکوز دینا چاہتے ہیں۔ جو شخص یا جماعت جس کا بھی فیصلہ جس ادارہ کے پاس جائے گا، وہ کیس کی نوعیت کے اعتبار سے فیصلہ دے گا۔ کیس شخصی ہوگا تو فیصلہ شخصی ہوگا۔کیس جماعتی حیثیت کا ہوگا تو فیصلہ جماعت کے متعلق ہوگا۔کفر واسلام کا فیصلہ عقائد پر ہوگا۔ عقیدہ کفر یہ فرد کا ہے تو فرد پر کفر کا فیصلہ ہوگا۔ عقیدہ کفر یہ جماعت کا ہے تو کفر کا فیصلہ جماعت کے متعلق صادر ہوگا۔ پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا مسیحی افراد پر غیر مسلم ہونے کا فیصلہ من حیث الفرد ہوگا یا من حیث الجماعت، جب وہ جماعت ہیں تو فیصلہ جماعت کے متعلق ہوگا کہ وہ امت محمدیہ کا حصہ نہیں۔ کیا ایک مسیحی کو غیر مسلم کہہ سکتے ہیں، جماعت کو نہیں؟ قادیانیوں نے اس سوال میں ایسی احمقانہ بات کہی ہے کہ ان کے دماغی افلاس پر ترس آتا ہے۔ یہ سوال تو دائیں بائیں جوتے کی تمیز سے عاری شخص کی نحوست لگتا ہے۔ جھوٹے نبی کو ماننے والے ایک جماعت ہیں۔ اب صرف افراد پر نہیں، پوری جماعت پر فتویٰ لگے گا۔ ہاں اس حکم کے نفاذ کے درجات ہیں۔ اگر کفر کا فیصلہ مفتی کا ہے تو وہ عدالت کے فیصلہ سے نافذ ہوگا۔ اگر

فیصلہ قانون ساز ادارہ کا ہے تو یہ حکومتی فیصلہ ہوگا جو حکومتی قانون سے نافذ ہوگا۔

قادیانی اگر یہ بات سمجھنے کے لئے سنجیدہ اور غیر جانب دار ہوں، تو ایک مثال سے سمجھنا آسان ہوگا اور یہ وہی بات ہے جو مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں تسلیم کی۔ مثلاً ایک مسلم حکومت کے تعلیمی ادارہ میں غیر مسلم کے لئے سیٹ مختص ہے، ایک مسلمان محض داخلہ کے لئے جھوٹا ڈکلریشن داخل کرتا ہے کہ میں غیر مسلم ہوں۔ تو غیر مسلم داخلہ کا امیدوار اس جھوٹے ڈکلریشن کو چیلنج کر سکتا ہے کہ نہیں؟ کہ یہ شخص جھوٹ بول کر میرا حق مار رہا ہے۔ اس کی درخواست پر پرنسپل فیصلہ کرنے کا پابند ہے کہ آیا داخلہ کا خواہش مند سچ بول رہا ہے یا جھوٹ بول کر محض دھوکہ سے دوسرے کا حق مارنا چاہتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی عقل مند ایسا نہیں جو یہ کہے کہ پرنسپل کو فیصلہ کا حق حاصل نہیں۔ یہی کیس مجاز عدالت میں چلا جاتا ہے تو عدالت کے لئے فیصلہ کرنا لازم ہوگا کہ غیر مسلم اقلیتی سیٹ پر یہ داخلہ کا امیدوار مسلمان ہے یا غیر مسلم؟

اس مثال سے مرزا ناصر نے تسلیم کیا کہ ہاں فیصلہ کرنا ہوگا کہ مسلم کون ہے اور غیر مسلم کون ہے؟ سیٹ کس کا حق ہے، کس کو ملنی چاہئے۔ جس نے جھوٹ بول کر داخلہ لے لیا ہے، اس کے خلاف عدالت فیصلہ کی مجاز نہیں تو کیا گھسیٹی کا بیٹا یا ٹیچی کا چہیتا فیصلہ کرے گا؟ عدالت، قانون ساز ادارے، حکومت اور پھر اس کی قانون سازی کو چیلنج کرنا، روٹی پر راکھ رکھ کر کھانے والے کے احمقانہ اقدام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

قادیانی جماعت امت مسلمہ کو کافر کہے تو قادیانیوں کے نزدیک اس کو حق حاصل ہے لیکن اگر حکومت یا اس کے منتخب قانون ساز ادارے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دیں تو پارلیمنٹ کو اس کا حق حاصل نہیں؟

قادیانی ضمنی سوال نمبر۳:

جھوٹے اور سچے کے فیصلہ کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے۔

جواب:

جھوٹ اور سچ، کفر و اسلام، دن اور رات، حق اور ناحق کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں شناخت کرادی ہے۔ کالا اور گورا، اندھا اور بینا، احمق اور عقل مند کی دنیا میں شناخت نہ ہو سکے تو ایک منٹ کے لئے دنیا کا نظام نہ چل سکے۔ اسی طرح مومن و غیر مومن، مسلم و غیر مسلم کی تمیز کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں راہنمائی رکھ دی ہے۔ ورنہ نظام ہی قائم نہ رہے۔ کفر و اسلام، مومن و غیر مومن، حق و باطل کی تمیز پر شریعت کا نظام چل رہا ہے اور چلے گا۔ البتہ سچے اور جھوٹے کی جزاء و سزا کا اللہ تعالیٰ فیصلہ قیامت کے روز فرمائیں گے۔ بایں ہمہ بعض مجرموں کو دنیا میں سزا دے کر نمونہ عبرت بنایا جاتا ہے۔ جب کہ ’’ولعذاب الاخرة اکبر‘‘ بھی حق ہے۔ باقی اس کے علاوہ ہٹ دھرمی اور باطل ہے، جیسا کہ یہ قادیانی اعتراض ہے۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۴:

’’قادیانی مربی نے پروگرام میں کہا ہے کہ قادیانی سربراہوں کی طرف سے اپنی تحریروں میں غیر قادیانیوں کو کافر لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ غیر قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانا، اس لئے وہ مرزا قادیانی کے کافر ہیں۔ ورنہ قادیانی جماعت کسی کو غیر مسلم نہیں سمجھتی۔‘‘

جواب:

اللہ رب العزت اس تاویل ودجل کرنے والے قادیانی کو ہدایت نصیب کریں۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ ان کی جماعت کا لٹریچر مسلمانوں کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

مرزا نے کہا ہے کہ ’’ہر وہ شخص جس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں۔‘‘ (تذکرہ ص ۶۰۷ طبع چہارم)

مرزا نے کہا ہے کہ ’’ہر وہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا وہ بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘ (تذکرہ ص ۳۳۶ طبع چہارم)

ان دونوں عبارتوں میں دنیا بھر کے مسلمان جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، وہ سب مسلمان نہیں ہیں بلکہ وہ سب جہنمی ہیں۔ وہ صرف مرزا کے کافر نہیں، بلکہ حقیقی کافر ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کے نافرمان ہیں۔ مرزا محمود نے کہا ہے کہ ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (ملعون قادیان) کی بیعت میں شامل نہیں، خواہ انہوں نے مرزا کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶، ص ۱۱۰)

’’غیر احمدیوں (مسلمانوں) کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۸۹، انوار العلوم ج ۳، ص ۱۴۷)

’’ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۰، انوار العلوم ج ۳، ص ۱۴۸)

’’غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۱، انوار العلوم ج ۳، ص ۱۴۸)

’’جس طرح ہندو وعیسائی کے چھوٹے بچے کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں، غیر احمدی (مسلمانوں) کے بچے کا بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۳، انوار العلوم ج ۳، ص ۱۵۰)

اب قادیانی سائل کے پہلو میں دل کی جگہ پتھر نہیں تو وہ ان حوالہ جات پر غور کرے کہ ’’قادیانی جماعت کسی فرد کو غیر مسلم سمجھتی ہے یا پوری دنیا کے مسلمانوں کو عیسائی، ہندو کی طرح غیر مسلم سمجھتی ہے۔‘‘ قادیانی کرم خاکیو! بس کرو کب تک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے گورکھ دھندا میں غرقاب رہو گے۔ آخر مرنا ہے یا نہیں، آخرت کی سزا وجزاء کو مانتے ہو یا نہیں؟ قادیانی سائل کا یہ کہنا کہ قادیانی جماعت کسی کو غیر مسلم نہیں سمجھتی۔ یہ دعویٰ بھی خوب ہے، کیا قادیانی ابوجہل، ابلیس، فرعون کو بھی کافر نہیں سمجھتے؟ ایک ایسی بات کہنا جس کے نتائج بھگتے نہ جاسکیں، ایسی حماقت ہے، جس کا تدارک کرنا تمہارے لئے ممکن نہیں۔ ہاں اگر ابلیس کافر تھا تو ہمارے

نزدیک مرزا قادیانی ابلیس سے بھی بدتر کافر ہے۔جس طرح تمہارے نزدیک ابلیس کافر، ہمارے نزدیک مرزا کافر۔ہاتھ لا استاذ! کیسی کہی۔

قادیانی سوال نمبر۲:

’’اگر قادیانی جماعت کے پیروکار جھوٹے نبی کے پیروکار ہیں تو قادیانی جماعت ترقی کیسے کررہی ہے۔‘‘

جواب:

حق وباطل کا معیار اکثریت اور اقلیت پر نہیں۔حق والے کم ہوں یا زیادہ، امیر ہوں یا غریب، حق پر ہیں۔باطل ہواؤں میں اڑے تو بھی باطل ہے۔دنیا کی ترقی معیار نہیں۔ورنہ ہمیشہ دنیا میں کفر کی حکومتیں ترقی پر تھیں اور ہیں اس وقت دنیا کی ترقی یافتہ سپر پاور طاقتیں غیر مسلم ہیں، کیا وہ حق پر ہیں؟ دنیا بھر کے چینلوں کی اکثریت فحاشی، عریانی کی داعی ہے، پھر عریانی وفحاشی حق پر ہے۔غرض یہ معیار ہی سرے سے غلط ہے۔

۱...... اگر قادیانی جماعت کو شوق ہے اس ترقی کو معیار بنانے کا تو لیجئے۔ہم آپ کا یہ شوق بھی پورا کئے دیتے ہیں۔ایک وقت تھا قادیانی پاکستان میں اقتدار کے خواب دیکھتے تھے۔اب ان کا چوہڑوں کے ساتھ آئین میں نام لکھا ہوا ہے۔کیا یہ ترقی ہے، اگر یہ ترقی ہے تو قادیانی جماعت کو مزید ان ترقیوں کی دعا کرنی چاہئے۔

۲...... ایک وقت تھا کہ قادیانی پاکستان کے سربراہ بننے کے خواب دیکھتے تھے۔اب قادیانی جماعت کے چیف گرو اور لاٹ پادری کو پاکستان کی دھرتی پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں، یہ ترقی ہے تو تمہیں ایسی ترقیاں روز نصیب ہوں۔

۳...... ہزارہا قادیانیوں نے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔انہوں نے ملعون قادیان کو وہاں لکھا، جہاں کچھ نہیں لکھا جاتا۔یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۴...... پوری دنیا کے مسلمان، شیطان سے زیادہ ملعون قادیان سے نفرت کرتے ہیں، یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۵...... آج بڑے سے بڑا قادیانی اپنے دفتر میں بیٹھ کر خود کو قادیانی کہنے سے اس طرح کتراتا ہے، جس طرح گندگی سے دنیا کتراتی ہے۔ایک مسلمان کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ قابل نفرت قادیانیت کا وجود ہے۔یہ ترقی ہے؟ تو تمہیں مبارک ہو۔

۶...... دنیا بھر کی مقامی عدالتوں سے سپریم کورٹ تک، پاکستان سے جنوبی افریقہ تک، آزاد کشمیر سے عرب ممالک تک، بلکہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت دنیا بھر کے مسلمانوں نے قادیانی کفر پر اجماع منعقد کیا۔یہ ترقی ہے، تو تمہیں مبارک ہو۔

۷...... اسی ماہ جولائی ۲۰۲۰ء میں پاکستان کی صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی، سینٹ نے ''خاتم النبیین'' رحمت عالم ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ نصابی کتب اور سرکاری کاغذات میں لکھا جانا لازمی قرار دیا۔ جبکہ فیصلہ بھی ہے۔ (PLD 2019 islam Abad 62)

اس سے ختم نبوۃ کا بول بالا اور منکرین ختم نبوۃ کا منہ کالا ہوا، یہ ترقی ہے تو تمہیں چندر چندارزاں ہو۔

۸...... کسی زمانہ میں پاکستان میں ختم نبوت کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اب صدر، وزیراعظم اس وقت تک صدارت، وزارت عظمیٰ کی کرسی پر بیٹھ نہیں سکتے، جب تک کہ ختم نبوت کا حلف اٹھا کر جھوٹے مدعی نبوت سے اپنی بیزاری کا اعلان نہ کریں۔ یہ تمہاری ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۹...... دنیا کے تمام براعظموں کے مسلمانوں کے نزدیک تم (تمام قادیانی ذریۃ البغایا) کافر ہیں۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۱۰...... کسی مجلس میں کسی قادیانی کو کہہ دیں کہ تم قادیانی ہو تو وہ اس طرح کانپتا ہے جس طرح کہ اذان سے شیطان کانپتا ہے۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔ ہر قادیانی روح کے سرطان میں مبتلا ہے۔ ضرورت پڑنے پر قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب پر دستخط کر دیتے ہیں۔ ایسی ترقی تمہیں مبارک ہو۔

ہاں اگر پیسے کا نام ترقی ہے تو قارون قادیانیت سے زیادہ مال دار اور ترقی یافتہ تھا۔ اگر ڈش انٹینا کا نام ترقی ہے تو رات کو ڈش انٹینا والے قادیانیوں کے گھروں میں جو مرزا محمود کی راسپوٹینی منازل طے ہوتی ہیں، واقعی تمہاری اس ترقی کے ہم بھی قائل ہو گئے۔

مرزا محمود کے ہاں محارم کی تمیز نہ تھی، سگی بیٹی کے ساتھ مرزا محمود پر بدکاری کا الزام تمہارے قادیانیوں نے لگایا، تمہارے گھر کی کتابیں ہیں۔ یہ سب ترقی کے زینے ہیں، تو مسیلمہ وسجاح والی خیمے کی ترقی کے عقد و پیمان تمہیں مبارک ہوں۔ اس ترقی پر مبارک بادی کے بعد مزید ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ ترقیاں تمہیں مبارک۔ ہمیں اس سے معاف رکھا جائے۔ ہم جس طرح ملعون قادیان، شیطان مجسم سے پناہ چاہتے ہیں، ان ترقیوں سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

قادیانی سوال نمبر ۳:

قرآن مجید سے بتایا جائے کہ دعائیہ کلمات (علیہ السلام، رضی اللہ عنہ) کسی دوسرے مسلمان کے لئے ادا نہیں کئے جاسکتے؟

جواب:

مسلمانوں کی بات زیر بحث نہیں۔ ہمارے نزدیک مرزا قادیانی، ابلیس، ابوجہل، فرعون سے بڑا

ملعون اور کافر تھا۔ اس کے لئے علیہ السلام، اس کے ماننے والے عبدۃ الشیطان، ذریۃ البغایا، ابلیس کے چیلے، ان کے لئے رضی اللہ عنہ کا استعمال شریعت میں اجازت نہ قرآن وسنت میں۔

قادیانی سوال نمبر۴:

مرزا قادیانی نے اگر انگریزوں کے اچھے کاموں کی تعریف کی تو اس میں حرج کیا ہے، کیا کسی غیر مسلم حکومت کی تعریف کرنا غلط ہے؟

جواب:

مرزا قادیانی نے انگریز کے اچھے کاموں کی تعریف پر قناعت نہیں، بلکہ انگریز کے ایجنٹ، دلال، ٹوڈی، زلہ خوار، کفش بردار، جھولی چک، خوشامدی اور رذیل وذلیل نوکر کی ٹی بی ایسا کردار ادا کیا ہے جسے پڑھ کر خود قادیانی خجالت ورذالت کے گہرے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے کہا کہ: (۱) خدا تعالیٰ نے، رسول اللہ کی طرح انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ (۲) انگریز کے کافرانہ، جابرانہ اقتدار کو اپنے خود ساختہ الہام کی سند جواز بخشی۔ (۳) انگریز کی خوشنودی کو خدا کی خوشنودی کہا۔ (۴) انگریز کی مخالفت کو حرامیوں کا کام قرار دیا۔ (۵) انگریز سرکار دولت مدار کا خیر خواہ۔ (۶) انگریز گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ۔ (۷) خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ کوئی کتاب انگریز کے احسانات کے ذکر کے بغیر نہیں لکھوں گا۔ (۸) اپنی قوم کو انگریز کی سچی اطاعت وخیر خواہی کے لئے بلاؤں گا۔ (۹) انگریز گورنمنٹ کی ہمدردی کا پیغام۔ (۱۰) انگریز کی حمایت واطاعت میں اتنی کتابیں لکھیں کہ اس سے پچاس الماریاں بھر جائیں۔ (۱۱) میرے ماں باپ بزرگ انگریز کے اتنے خیر خواہ نہ تھے جتنا میں ہوں۔ (۱۲) گورنمنٹ کا دلی جانثار۔ (۱۳) انگریز کی حمایت میں سترہ سال سے متواتر پر جوش رہا۔ (۱۴) انگریز گورنمنٹ سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی ہے۔ (۱۵) اللہ اس کے رسول نے مجھے انگریز کی حمایت کے لئے توجہ دلائی۔ (۱۶) انگریز اولی الامر ہیں۔ (۱۷) انگریز گورنمنٹ کا سایہ رحمت۔ (۱۸) پچاس ہزار کتابیں انگریز کی حمایت میں لکھیں۔ (۱۹) میرے باپ نے انگریز کو پچاس گھوڑے، پچاس لڑنے والے دیئے۔ (۲۰) میرے مرید انگریز گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور مطیع ہیں۔ (۲۱) میری بیعت کی شرائط میں انگریز کی اطاعت شامل ہے۔ (۲۲) انگریز گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دعا گو ہوں۔ (۲۳) انگریز گورنمنٹ ہمارے لئے مسلمان گورنمنٹ سے اچھی ہے۔ (۲۴) جہاد کی بیہودہ رسم۔ (۲۵) جہاد مطلقاً حرام۔ (۲۶) مکہ، مدینہ سے انگریز حکومت میں زیادہ آرام۔ (۲۷) ملکہ معظمہ زمینی نور، میں (مرزا) آسمانی نور۔ (۲۸) ملکہ کے نور نے مجھے زمین پر کھینچ لیا۔ (۲۹) گورنمنٹ کے لئے میں تعویذ ہوں۔ (۳۰) انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ یہ تمام تصریحات روز روشن کی طرح مرزا قادیانی کی تحریرات میں واضح ہیں۔ آخر میں اس کے بیٹے مرزا محمود کا اعتراف حق وسچ بھی ملاحظہ ہو۔

فخر اور شرم

’’حضرت مسیح موعود نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں، بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہوں گا، کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۰، نمبر ۳ مؤرخہ ۷؍جولائی ۱۹۳۲ء خطبات محمود ج ۱۳، ص ۵۰۰)

پرانا اعتراض

’’ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو...... اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۳، نمبر ۵۱، ص ۳، کالم ۱ مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

اعتراضوں کی پرواہ کرنی بھی نہیں چاہئے، بے شرم ولد بے شرم۔ غدار ابن غدار ہونے کا بھی تقاضا یہی ہے کہ بالکل شرم نہیں کرنی چاہئے؟ ’’بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔‘‘

ملعون قادیان کی ذلت آمیز خوشامد فرنگ اگر نبوت کا کام ہے تو پدر فرنگ اور پسر فرنگ (مرزا قادیانی) قادیانیوں کو مبارک ہوں۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۱:

مزید یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے حبشہ کی حکومت کی بھی تعریف کی تھی؟

جواب:

کاش قادیانیوں کے قریب سے شرم وحیا کا گزر ہو جاتا تو وہ ملعون قادیان کے ذکر کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کے ذکر مقدس کو جوڑنے کی جسارت نہ کرتے۔ لیکن وہ مارے بے شرمی کے مجبور، مقہور، مردود ومطرود ہیں۔ ایسا نہ کریں تو انہیں قادیانی کون کہے؟ حقائق کا قتل عام کرنے کی بجائے سینہ تھام کے سنو۔

جس شاہ حبش نجاشی کے متعلق رحمت عالم ﷺ نے ذکر خیر فرمایا، وہ مسلمان ہوا۔ اس کا غائبانہ جنازہ رحمت عالم ﷺ نے پڑھایا۔ وہاں سے عیسائیت رخصت ہوئی، وہ اسلامی ملک کہلایا۔ آج تک اسلامی ملک ہے۔ اس خطہ کے نمائندہ سیدنا حضرت بلالؓ مؤذن نبی ﷺ تھے۔ آج بھی جب حج یا عمرہ کے لئے حبش کے وفود آتے ہیں، حرمین شریفین کی ایک ایک اینٹ مبارک، پیغمبر اسلام کی صداقتوں کا سراپا تذکرہ اور سراپا

شاہد عدل بن جاتی ہے۔کہاں رحمت عالم ﷺ کے فیوضات وبرکات کی موسلا دھار بارش تسلسل کے ساتھ چودہ صدیوں کی نورانی کرنوں کی شعاعوں کا ایمان افروز منظراور کہاں زاغ برٹش،غلام افرنگ کی ٹیں ٹیں۔ دونوں کے تقابل کا تصور بھی سوئے ادبی،گستاخانہ اوراحمقانہ جرأت ہے۔سچ ہے کہ ہرقادیانی کا وجود اہانت رسول اللہ ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ان کی بدفطرتی وکمینگی ملاحظہ ہو کہ ملعون قادیان کا رحمت عالم ﷺ سے تقابل کرتے ہیں۔

قادیانی غور فرمائیں! کہ کیا مرزاقادیانی کی یہ برکات انگریز گورنمنٹ کے لئے ظہور فرما ہوئیں؟ شرم باید کرد۔

ملعون قادیان نے خودکو آسمانی نوراور ملکہ برطانیہ کو زمینی نور قرار دے کر اپنی آمدکو ملکہ برطانیہ کی کشش کا مصداق قرار دیا۔اس ممسوح الفطرت سے کوئی پوچھے کہ کیا ملکہ کے زمینی نور میں اتنی کشش تھی کہ تمہیں اپنے خطہ میں وہ کشش لے آئی۔تمہارے نور میں کیوں اتنی کشش نہ تھی کہ تم اس کی روحانی ترقی کر دیتے اوروہ تثلیث کی بجائے توحید کی علم بردار بن جاتی۔

پھرملعون قادیانی نے انگریز حکمرانوں کوخطوط لکھے۔اس کا جواب گورنمنٹ سے پانے کے لئے زورصرف کیا، جواب میں ایک سطر نہ آئی۔اس نے ایک کلمہ شاہانہ سے سرفرازی کی التجائیں کیں۔مگرانگریز حکمران نے اسے درخوراعتناء نہ سمجھا۔ملعون قادیان نے اپنی تمناؤں کے تحائف بھیجے،انگریز گورنمنٹ نے ان تمناؤں کے حصہ اسفل پر وہ درے رسید کئے کہ تمنائیں خون خون ہی نہیں ، بلکہ خون کے فوارے جاری ہوگئے۔مجھے اعتراف ہے کہ میں نے بہت درشت کلامی کواختیار کیا،مگراس کی تمام تر ذمہ داری بھی قادیانی سائل پر ہے جس نے مرزاقادیانی کی ذلیل خوشامد برٹش گورنمنٹ کے اثبات کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت سے غلط اور گستاخانہ وملعونانہ استدلال کیا۔قادیانیوں کونہیں بھولنا چاہئے کہ تمہاری اس ملعونانہ جرأت کے جواب میں ملعون قادیان کے رنگین خانگی رازوں کے چیتھڑے اڑانا اوراس کولیرلیر کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔تم ان حماقتوں سے باز نہ آئے تو نصرت ...... کے’’چٹے ککڑ والی حکیمی روایت‘‘ تک بات پہنچے گی۔

پھرتمہیں احساس ہوگا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت وناموس کی پاسبانی میں مسلمان کتنے حساس ہیں۔تم چاہتے ہوکہ معاملہ یہاں تک رہے تو مرزامسرورکواپنے گماشتوں اوراوباشوں کوسلیقہ سے بات کرنے کا گرسکھلانا ہوگا۔ورنہ تمہارے خلیفہ جس کے بیٹے کی شکل ڈرائیور سے ملتی تھی،قادیان کے قادیانیوں کے اس پرنا قابل تردیداور ہوش ربا تبصرے وتذکرے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔اس تھوڑے اشارہ کوکافی سمجھا جائے۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۲:

قادیانی ٹی.وی چینل کے مطابق قادیانی جماعت تواب بھی انگریزوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔

جواب:

انگریزوں کے خلاف برسرِ پیکار یا انگریز کی زلہ خوار۔ پاکستان سے فرار ہوئے تو انگریز کے چرنوں میں جا کر آغوشِ مادر کی طرح سکون ملا۔ ان کے ٹکڑوں پر پلنے والے ان کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں، ان کے خلاف برسرِ پیکار کا دعویٰ کریں، تو یہی کہا جائے گا کہ ہماری بلی اور ہم سے ہی میاؤں۔ یا زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا۔ یا مینڈکی کو زکام ہو گیا۔ لعنت بر پسر فرنگ۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۳:

قادیانی ٹی۔وی چینل کے مطابق مرزا قادیانی نے تو (نعوذ باللہ) انگریزوں عیسائیوں کے خدا کو مار ڈالا (حضرت عیسیٰ کی حیات کے عقیدے کو ختم کیا) تو مرزا قادیانی انگریزوں کا غلام کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب:

سب سے پہلے تو توجہ طلب یہ ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا ملعون وہ بدنصیب شخص ہوتا ہے جو کسی نبی کو مار ڈالے۔ اگر سیدنا مسیح علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر و رسول، صاحب کتاب نبی کو مار ڈالا ہے تو مرزا قادیانی ابلیس سے بڑا ملعون تھا۔

۲...... اگر مار ڈالا سے مراد دعویٰ وفات ہے اور مرزا قادیانی کے اس فعل کو قادیانی قابل غور سمجھتے ہیں، تو بھی قادیانیوں کے اس دعویٰ کے مطابق واقعاتی طور پر یہ یہود کا لے پالک و متبنّی تو ہو سکتا ہے، اس فعل کا داعی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مار ڈالنے کا سب سے پہلے دعویٰ یہود نے کیا تھا۔ ''انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ ''قتل مسیح کے دعویٰ دار اس سے پہلے یہود تھے۔ مرزا قادیانی نے بقول خود، یہود کے جھوٹے دعویٰ کی غلاظت اپنے منہ میں رکھ لی۔ جس طرح یہود جھوٹے تھے، قادیانی بھی جھوٹا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ زمانہ کے اعتبار سے یہود باپ ہیں، مرزا قادیانی ان کا بیٹا ہے۔ باپ یہود کے راستہ کو بیٹے مرزا نے اپنا لیا۔ اس راستہ پر چلا نہیں، بلکہ سرپٹ دوڑا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ قادیانیت کا وجود یہودیت کے خمیر سے اٹھایا گیا ہے۔ قادیانیت اپنے اصل کے اعتبار سے یہودیت کی طرف راجع ہے۔ جس طرح یہود کے اس دعویٰ ''انا قتلنا المسیح ''کو قرآن مجید نے ''وما قتلوہ یقیناً '' سے رد فرمایا۔ اسی طرح ملعون قادیان کے دعویٰ کو بھی ''وما قتلوہ وما صلبوہ '' سے رد فرمایا۔ جس طرح ملعون یہود کا دعویٰ کہ ہم نے مسیح کو مار ڈالا، غلط اور کذب محض تھا۔ اسی طرح ملعون قادیان کا دعویٰ کہ ہم نے مسیح کو مار ڈالا بھی کذب محض، دجل و تلبیس کا شاہکار اور غلط ہے۔ اس دعویٰ کے باعث یہود ملعون قرار پائے۔ اسی طرح اس دعویٰ کے باعث مرزا قادیانی بھی پرلے درجہ کا ملعون و کذاب قرار پاتا ہے۔ اسے کہتے ''طابق النعل بالنعل ''یا ''جتھے دی

کھوتی او تھے آن کھلوتی۔‘‘ یہود ہوں یا قادیانی، مسیح کو مارنے کے دعویٰ میں دونوں جھوٹے ہیں۔ انہوں نے مسیح کو نہیں مارا بلکہ یہ کافرانہ مؤقف اختیار کر کے کفر کا پیالہ پی کر ذلت کی موت سے خود دوچار ہوئے۔

قادیانی سوال نمبر۵:

قادیانی جماعت کے ٹی.وی چینل کے پروگرام میں قادیانی مربی کا کہنا تھا کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف کاروائی اس کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے نہیں کی گئی تھی، بلکہ بغاوت کی وجہ سے کی گئی تھی؟

جواب:

پوری قدیم اسلامی تاریخ کی امہات الکتب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف بوجہ ارتداد جنگ کی گئی۔ ہر کتاب کے ہر صفحہ پر مسیلمہ کے ذکر کے ساتھ اس کے خلاف محاربہ کی وجہ، ارتداد کو قرار دیا گیا ہے۔ رہے مسیلمہ کے دوسرے شنیعہ افعال، ان کا تو جنگ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم ہوا جیسا کہ تاریخ میں مصرح ہے۔ بایں وجوہ بنو مسیلمہ قادیانی اپنی ہانکے جائیں تو لجام نار کے سواء ان کا کیا علاج ہے؟

اہل اسلام کی طرف سے قادیانیوں سے بارہ سوالات

قادیانیوں سے سوال نمبر۱:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے متعلق قرآن مجید میں:’’بل رفعه الله اليه‘‘ ہے۔ کیا پوری دنیا کے قادیانی مل کر قرآن مجید میں کہیں دکھا سکتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آیا ہو: ’’مارفعه الله‘‘

قادیانیوں سے سوال نمبر۲:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق بخاری شریف میں پانچ مقامات پر آیا ہے: ’’ینزل عیسیٰ ابن مریم‘‘ کیا پوری دنیا کے قادیانی مل کر تمام ذخیرہ احادیث میں کہیں دکھا سکتے ہیں جہاں آیا ہو: ’’لاینزل عیسیٰ ابن مریم‘‘

قادیانیوں سے سوال نمبر۳:

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق کتب احادیث میں مستقل ابواب موجود ہیں۔ کیا تمام قادیانی مل کر کتب احادیث میں کسی ایک جگہ میں وفات مسیح کا باب دکھا سکتے ہیں؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۴:

مرزا غلام قادیانی نے لکھا کہ: ’’سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۶، خزائن ج۱۷ص۹۵)

قادیانی فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مسیح علیہ السلام کا بروز ہوں۔ کیا امت میں سے آج تک کسی نے بروز مسیح ہونے کا دعویٰ کیا یا امت نے اسے صحیح مانا؟ نہیں تو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا کلام رہ جاتا ہے؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۵:

مرزا قادیانی نے کہا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور اپنا عقیدہ بتایا کہ مسیح فوت ہوگئے۔ ان کی جگہ میں مسیح ہوں۔ کیا تیرہ صدیوں کے کسی مجدد نے اپنا وفات مسیح کا عقیدہ بتایا؟ کوئی اس کی نظیر لاسکتے ہو؟ نہیں تو اگر تیرہ صدیوں کے مجدد صحیح تھے تو مرزا قادیانی غلط اور اگر مرزا قادیانی صحیح تو تیرہ صدیوں کے مجدد غلط۔ مرزائی فیصلہ کریں۔

قادیانیوں سے سوال نمبر۶:

مرزا قادیانی نے کہا کہ ”اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی“۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

اس دعویٰ پر پوری امت میں کوئی نظیر قادیانی دکھا سکتے ہیں کہ آج تک کسی امت کے فرد نے خود کو محمد رسول اللہ قرار دیا ہو؟ (معاذ اللہ)

قادیانیوں سے سوال نمبر۷:

مرزا قادیانی نے کہا کہ پوری امت سے نبوت کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

”میں ہی مخصوص کیا گیا۔“ یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ اس کی امت میں نظیر نہیں۔ مرزا قادیانی کا اقرار ہے جس کی نظیر نہ ہو وہ جھوٹ ہے۔ تو مرزائی بتائیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کوئی کسر رہ گئی؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۸:

کیا تیرہ صدیوں کے کسی ایک مجدد نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں ہے۔ کیا قادیانی کسی ایک مجدد یا تیرہ صدیوں کے کسی ایک قابل ذکر مفسر یا مؤرخ کا نام بتاسکتے ہیں۔ قیامت تک؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۹:

مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص۳۱، خزائن ج۲۲ ص۳۳) پر کہا کہ: ”أأنت قلت للناس“ کا سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز ہوگا۔“ اور (ازالہ اوہام ص۲۴۸، خزائن ج۳ ص۴۲۵) پر کہا کہ: ”یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا.........“ کیا ایک ہی واقعہ میں زمانہ ماضی اور مستقبل دونوں پائے جاسکتے ہیں؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۱۰:

مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات ص۵۲۶، خزائن ج۵ ص ایضاً) پر لکھا ہے کہ: ’’وفات مسیح کا عقیدہ مجھ پر کھولا گیا۔ اس سے پہلے پردہ اخفاء میں رکھا گیا تھا۔‘‘ اگر پردہ اخفاء میں تھا تو پہلے کے بزرگ کیسے قائل تھے۔ اگر وہ قائل تھے تو پھر پردہ اخفاء کیسا؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۱۱:

مرزا قادیانی نے لکھا کہ: حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱، ص۲۳۰) آخر عمر میں مرزا قادیانی نے کہا کہ ’’میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔‘‘

(حیات ناصر ص۱۴)

جو مرزا قادیانی کے اول و آخر کی ان دونوں باتوں کو نہ مانے، کیا وہ اول و آخر مرزا کا منکر ہوگا یا نہ؟

قادیانیوں سے سوال نمبر۱۲:

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ: ’’میں حجر اسود ہوں‘‘ (اربعین نمبر۴، ص۱۵، خزائن ج۱۷، ص۴۴۵ حاشیہ)

دنیا جانتی ہے کہ حجر اسود کو سنٹر میں چوما جاتا ہے، تو کیا پوری قادیانی ذریت میں ہے کوئی فرد جو......؟

دینی مدارس

دارالعلوم دیوبند میں سجاد لائبریری کے طلباء نے شیخ الاسلام حضرت مدنی، شیخ الادب مولانا اعزاز علی امروہوی سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو سفارش کرائی۔ آپ دیوبند تشریف لائے۔ طلباء دارالعلوم دیوبند سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ’’دنیا میں ہر ادارہ، ہر مرکز، ہر فرد کو راحت وفراغت کا حق ہے۔ اس کو اپنے کام سے چھٹی مل سکتی ہے، مگر مدرسہ کو چھٹی نہیں۔ دنیا میں ہر مسافر کے لئے آرام ہے لیکن اس مسافر کے لئے راحت حرام ہے۔ اگر زندگی میں ٹھہراؤ ہو، سکون اور وقوف ہو تو حرج نہیں کہ مدرسہ بھی چلتے چلتے دم لے لے۔ لیکن جب زندگی رواں اور دواں ہے تو مدرسہ میں جمود وتعطل کی گنجائش کہاں۔ اس کو قدم قدم پر زندگی کا جائزہ لینا ہے۔ بدلتے ہوئے حالات میں احکام دینے ہیں۔ نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ بھٹکے ہوئے قدموں کو راستے پر لگانا ہے۔ ڈگمگاتے ہوئے پیروں کو جمانا ہے۔ وہ زندگی سے پیچھے رہ جائے یا تھک کر بیٹھ جائے یا کسی منزل پر قیام کرے یا اس کو کوئی مقام خوش آجائے تو زندگی کی رفاقت اور قیادت کون کرے؟ سرور ازلی اور پیغام محمدی اسے کون سنائے؟ مدرسہ کا تعطل اور قیادت سے کنارہ کشی، کسی منزل پر قیام خودکشی کا مرادف ہے اور انسانیت کے ساتھ بے وفائی کے ہم معنی ہے اور کوئی خودشناس اور فرض آشنا مدرسہ اس کا تصور نہیں کرسکتا۔‘‘ (کاروان زندگی ص۲۰۳،۲۰۴)

۷؍ستمبر ...... یادگار اور تاریخ ساز دن

مفتی شہاب الدین پوپلزئی

یہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی شام ہے۔ پوری قوم کی نظریں اسلام آباد کی پارلیمنٹ پر لگی ہوئی ہیں۔ عاشقان ختم نبوت کی نگاہیں بار بار آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ بارالٰہ مسلمانوں کی لاج رکھنا، شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون کا واسطہ، اکابرین ملت کے ایثار وقربانی اور مسلمانوں کی ۹۰ سالہ اخلاص بھری جدوجہد کو رائیگاں نہ جانے دینا، مولائے کریم! خانہ ساز نبوت کے بالمقابل محبوب دوعالم ﷺ کی عظمت کا پرچم سر بلند رکھنا۔ کراچی سے خیبر تک پرسوز دعاؤں کا سلسلہ جاری تھا۔

بعض بزرگ جنہوں نے تحریک ختم نبوت میں ایثار وقربانی کی تاریخ اپنی آنکھوں سے رقم ہوتے دیکھی تھی، سجدہ ریز ہوکر بھیگی پلکوں میں ان کے آنسوؤں کو فرشتوں نے چنا، بارگاہ ایزدی میں پیش کیا، پھر وہ مستجاب ہوکر مسلمانوں کی کامیابی وکامرانی کا پروانہ بن گئے۔ ریڈیو پاکستان نے تاریخی خبر سنائی کہ: ’’قومی اسمبلی نے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا ہے۔ پارلیمنٹ نے اس آئینی ترمیم کی توثیق کردی ہے۔‘‘ اس اعلان کے ساتھ ہی وطن عزیز کی فضائیں ’’نعرہ تکبیر...... اللہ اکبر‘‘ اور ’’تاج وتخت ختم نبوت...... زندہ باد‘‘ کے نعروں سے گونج اٹھیں۔

برطانوی سامراج نے نظریۂ ضرورت کے تحت مرزاغلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کی بنیاد رکھی۔ برطانوی سرکار نے برصغیر پاک وہند پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعہ ہی قبضہ کیا۔ برطانوی حکومت کے استحکام اور دوام کے لئے بڑے سے بڑا ظلم روا رکھا جوان کے بس میں تھا۔ ادھر علماء حق نے مسلمانوں میں روح جہاد اور حصول آزادی کے جذبہ کے فروغ میں بے مثال قربانیاں دی۔ برطانوی سامراج نے جلد محسوس کرلیا کہ مسلمانوں کا عقیدۂ جہاد ان کے مفادات اور مقاصد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ چنانچہ تنسیخ جہاد کے لئے الہامی سند فراہم کرنے کی خاطر مرزاغلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے ’’جماعت احمدیہ‘‘ کی بنیاد رکھی۔ ان کے دعویٰ جات اور الہامات کا حقیقی مرکز ومحور جہاد کی منسوخی اور اطاعت برطانیہ تھی۔

مرزاغلام احمد قادیانی پہلے مناظر کے روپ میں منظر عام پر آیا۔ اس نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مجدد بنا۔ بعدازاں مسیح موعود بن بیٹھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبوت کا دعویٰ کردیا۔

۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی واصل جہنم ہوا تو حکیم نورالدین قادیانی جماعت کا ’’سربراہ‘‘ بن گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود خلیفۂ ثانی بنا تو اس نے برطانوی حکومت کے مخصوص مفادات کو آگے بڑھایا۔

’’علمائے لدھیانہ‘‘ نے محاسبۂ قادیانیت میں اولین کردار ادا کیا اور کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ بعدازاں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا قاضی ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا داؤد غزنوی نے اس کی توثیق کی۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی دوررس نگاہوں نے اس فتنہ کے مضمرات کو بھانپا، انہوں نے اپنی تمام صلاحیتوں کو قادیانیت کے احتساب میں صرف کردیا۔ حضرت شاہ صاحب نے ہی علامہ محمد اقبالؒ کا ذہن تیار کیا۔ چنانچہ علماء وقت نے دینی طور پر، علامہ محمد اقبال نے عملی طور پر اور صحافتی میدان میں مولانا ظفر علی خانؒ نے فتنۂ قادیانیت کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے استاد ہونے کے باوجود اپنے ہونہار شاگرد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھوں پر اسلام دشمن فتنوں بالخصوص قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کرنے کی بیعت کی۔ چنانچہ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں پانچ سو جلیل القدر علماء اور زعماء نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں اس فتنہ کی سرکوبی کے حوالے سے امیر منتخب کرتے ہوئے ’’امیر شریعت‘‘ کے لقب کا اعزاز بخشا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تاریخی عہد کے بعد بقیہ تمام زندگی ’’عقیدۂ ختم نبوت‘‘ کے تحفظ میں اس طرح گزاری کہ انہیں ایک پل قرار نہ رہا۔ شاہ جیؒ اور ان کے رفقاء خاص وعام نے نہ صرف مسلمانوں کو ارتداد سے بچایا، بلکہ صیہونی اور یہودی تحریک کے ایک ایک خدوخال کو بے نقاب کیا۔ صبح کہیں، شام کہیں...... قریہ قریہ بستی بستی مرزائیت کا تعاقب کیا۔ تقسیم کے بعد قادیانیوں نے پاکستان کی مخالفت اور اکھنڈ بھارت کے نظریہ کے باوجود دریائے چناب اور اس کی ملحقہ پہاڑیوں کے دامن میں مرکز بنایا۔ ۱۹۳۴ء میں شاہ جیؒ نے قادیان میں کانفرنس کر کے قادیانیت کو لرزہ براندام کردیا تھا۔ اب شاہ جیؒ اسی خواب کی تعبیر چناب نگر (سابقہ ’’ربوہ‘‘) میں بھی چاہتے تھے۔

مرزا بشیرالدین نے اعلان کیا کہ ۱۹۵۲ء جانے نہ پائے کہ کم ازکم صوبہ بلوچستان پر ہماری حکومت قائم ہو جائے۔ قادیانی جماعت کو غیرملکی آقاؤں کی مکمل سرپرستی حاصل تھی، اب تو وہ حکومت اور اقتدار دونوں پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ شاہ جیؒ نے بیماری، کمزوری اور غریب الدیار ہونے کے باوجود قادیانیت سے ٹکر لینے کا فیصلہ کرلیا۔ امیر شریعتؒ سے پاک فضائیہ اور فوج کے چند افسران نے ملاقات کر کے انہیں قادیانی جماعت کے اثرونفوذ کے حوالے سے بتایا کہ قادیانی اقتدار کی دہلیز تک پہنچ چکے ہیں اور عنقریب قبضہ کرنے والے ہیں۔

تقسیم کے بعد بھارت اور پاکستان دو الگ الگ ممالک کی صورت میں دنیا کے نقشہ پر ابھر آئے تھے۔ احرار کی قوت منتشر تھی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ نے کمزور جسم لیکن مضبوط ایمان کی بدولت قادیانیوں کے خلاف تحریک اٹھانے کا عہد کرلیا۔ اگرچہ حالات سازگار نہ تھے، احرار کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ تاہم شاہ جیؒ نے حکمت عملی تیار کی، احرار کی سیاسی حیثیت کو ختم کرنے کا اعلان کیا، پرانے ذہن کو جمع کیا اور تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا عملی مظاہرہ کیا۔ شاہ جی نے مرزا بشیرالدین کے چیلنج کو قبول کیا۔

چنیوٹ کی کانفرنس میں، لاہور کے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ مرزا بشیرالدین اگر ۱۹۵۲ء تیرا ہے، تو ۱۹۵۳ء میرا ہے۔ سید نے اپنے قول کا بھرم رکھا، ملک بھر میں تحریک چلی، نتائج کے لحاظ سے تحریک کچل دی گئی، لیکن مقاصد کے لحاظ سے شاہ جیؒ نے بلاشبہ کامیابی حاصل کی۔ قادیانیت کو پسپائی اختیار کرنا پڑی، ظفراللہ خان قادیانی کی وزارت ختم ہوگئی، قادیانی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔ قادیانی فتنہ کے خلاف چلنے والی تحریک نے مسلمانوں میں بیدار پیدا کردی۔ کسی نے طنزاً شاہ جیؒ سے پوچھا کہ: ''وہ آپ کی تحریک کا کیا بنا؟'' سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے برجستہ جواب دیا کہ: ''میں نے مسلمانوں کے سینوں میں ایسا ٹائم بم فٹ کردیا ہے، جو وقت آنے پر پھٹ کر اپنا کام دکھائے گا۔''

بزرگوں کا کہنا سچ ہے کہ جب گیدڑ کی موت آتی ہے وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ زخم خوردہ قادیانیت نے اندرخانہ پھر سازشوں کے جال بنے۔ اپنے آقاؤں کی وساطت سے اپنے سابقہ اثر ونفوذ کو مجتمع کیا۔ ایم ایم احمد جیسے قادیانی شریر دماغوں کو ایوان میں پہنچایا۔ ملک کے سیاسی ڈھانچہ کے اہم پرزے اپنے ہاتھوں میں لئے، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کو چناب نگر (سابقہ ''ربوہ'') کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا تاج محمودؒ نے فیصل آباد کے اسٹیشن پر طلبہ کے زخموں پر مرہم رکھا اور ان کے بہتے ہوئے خون کی قسم کھا کر مرزائیت کے خلاف تحریک چلانے کا وعدہ کیا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے تحریک کی قیادت کی۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اس موقع پر بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ آخری وقت تک قادیانیوں کو زبانی کلامی طفل تسلیوں سے قائل کیا اور پھر آخر میں گھائل کیا۔ قادیانی جماعت کو قومی اسمبلی میں اپنا مؤقف اور صفائی کا پورا پورا موقع دیا گیا۔ وقت کے ایوان نے دونوں فریقین کے دلائل، حقائق اور شواہد کو سنا اور پھر متفقہ طور پر ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا، اس کے بعد ربوہ یعنی موجودہ چناب نگر کھلا شہر قرار پایا۔

یہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا یادگار اور تاریخی فیصلہ تھا، جس کا مختصر پس منظر بیان کیا گیا۔ ۷؍ستمبر ہماری

تاریخ کا روشن دن ہے، مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کے مرزائیت کے حوالے سے افکار اور نظریات پر مہر تصدیق ثبت کرنے کا دن ...... مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے خوابوں کی تعبیر کا دن ...... شہداء ختم نبوت کے خون کا رنگ لانے کا دن ...... اکابرین امت کی قربانیوں اور ایثار کی مسلسل ایثار پیشہ جدوجہد کے انعام کا دن ...... خانہ ساز نبوت کے خرمن کو خاکستر بنانے کا دن ...... عظمت رسول اللہ ﷺ کے پرچم کو سر بلند کرنے کا دن ...... ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے ہر آن مر مٹنے کے عہد کا دن۔

آیئے! ہم سب عہد کریں کہ ہماری بقا، ہماری سربلندی، ہماری سرفرازی، ہماری عظمت اور ہمارا نام آقائے نامدار ﷺ کی غلامی میں مضمر ہے۔ اسی غلامی پر ہزاروں آزادیاں قربان۔ ان کی لافانی محبت پر ہزاروں محبتیں قربان:

در دل مسلم مقام محمد است   آبروئے ما ز نام مصطفٰی است

واقعہ کربلاء

واقعہ کربلا کے بعد بھی خاندان نبوت کے متعدد افراد نے انقلاب کی کوشش کی۔ سیدنا حسینؓ کے بعد ان کے پوتے زید بن علی بن الحسین نے ہشام ابن عبدالملک کے مقابلہ میں علم جہاد بلند کیا اور ۱۲۲ھ میں شہید و مصلوب ہوئے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خدمت میں دس ہزار درہم بھیجے اور حاضر نہ ہو سکنے پر معذرت کی۔ ان کے بعد بنی حسن میں سے حضرت محمد ذوالنفس الزکیہ (بن عبداللہ المحض ابن الحسن المثنی بن سیدنا حسن بن علیؓ) نے مدینہ طیبہ اور ان کے مشورہ سے ان کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ نے کوفہ میں منصور کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان کی تائید و حمایت میں تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے برملا ان کی تائید کی اور کچھ رقم بھی ان کی خدمت میں بھیجی۔ منصور کے فوجی افسر حسن بن قحطبہ کو ابراہیم کا مقابلہ کرنے سے باز رکھا اور اس نے خلیفہ سے معذرت کر دی۔ اوّل الذکر رمضان ۱۴۵ھ میں مدینہ طیبہ میں اور آخر الذکر ذوالقعدہ ۱۴۵ھ میں کوفہ میں شہید ہوئے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومتوں کے استحکام اور وسیع انتظامات کی وجہ سے اگرچہ یہ سب کوششیں ناکام رہیں۔ لیکن انہوں نے امت میں غلط اقتدار کے خلاف جدوجہد اور اعلان حق کی ایک نظیر قائم کر دی۔ اگرچہ وہ عملاً کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن ان کی کوششوں کا یہ ذہنی اثر قربانی اور جدوجہد کا یہ تسلسل کچھ کم قیمتی نہیں۔

اسلامی تاریخ کی آبرو انہی جواں مردوں سے قائم ہے جنہوں نے غلط اقتدار اور مادی ترغیبات کے سامنے سر نہیں ڈالی اور صحیح مقصد کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیا۔ ’’من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ‘‘ (دعوت و عزیمت ج۱ ص۸۸، ۸۹)

اداروں میں مسلمان اور قادیانیوں کا حکم

مفتی منیب الرحمٰن چیئرمین رویت ہلال کمیٹی

اداروں میں مسلم اور غیر مسلم کا حکم

’’سوال: میں اسکریپ کا کاروبار کرتا ہوں، ملازمین کی اکثر تعداد مسلمان ہے، کچھ قادیانی ملازم بھی ہیں، جن کا کھانا پینا اور رہائش سب مسلمان ملازمین کے ساتھ ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ (رضوان شاہد، کراچی)

جواب: قادیانی شرعی اور آئینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی ماننا امت مسلمہ کا متفقہ، قطعی حتمی اور لازمی عقیدہ ہے، ایمان کی اساس ہے۔ قادیانی اس عقیدے سے منحرف ہیں۔ قادیانیوں کے ساتھ کسی بھی قسم کا کاروباری لین دین کرنا حرام ہے۔

مفتی وقار الدینؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ’’حکومت اسلامی میں کافر سے معاملات جائز ہیں، جبکہ مرتد سے معاملات بھی جائز نہیں ہیں اور مرتد کسی مال کا مالک ہی نہیں رہتا‘‘۔ (وقار الفتاویٰ، ص۲۷۳)

اس اصول کی روشنی میں جو شخص پہلے مسلمان تھا، پھر اس نے قادیانی مذہب اختیار کرلیا، تو وہ مرتد ہے اور اس سے کسی قسم کا معاملہ رکھنا اور کاروباری لین دین جائز نہیں ہے۔ لیکن جو پیدائش کے بعد قادیانی عقیدے پر پلا بڑھا، وہ کافر ہے، کیونکہ مرتد کی اولاد کافر ہوتی ہے اور کافر کے ساتھ کاروبار اور لین دین جائز ہے۔ ہمارے ملک میں کافی ملکی اور غیر ملکی کاروباری کمپنیاں ہیں، جن کے مالکان کافر ہیں، لیکن اس کے ساتھ مسلمان کاروبار کرتے ہیں، ان کے اداروں میں ملازمت بھی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی غیر مسلموں کے ساتھ لین دین ثابت ہے۔ ترجمہ: ’’نبی ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لئے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنے لوہے کی زرہ رہن رکھی‘‘۔ (صحیح بخاری ۲۰۶۸)

قادیانیوں کے ساتھ مسلمانوں کو معاملات رکھنے میں تردد اور تحفظات اس لئے ہیں کہ وہ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں اور اسی بناپر وہ دستور پاکستان کے بھی منکر ہیں۔ کیونکہ دستور پاکستان کی متفقہ طور پر منظور کی گئی دوسری آئینی ترمیم کی رو سے قادیانی کافر ہیں۔ جس دن یہ لوگ دستور پاکستان کو لفظاً اور معناً تسلیم کرلیں گے اور اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرلیں گے تو پھر ان کے ساتھ کاروباری معاملات میں مسلمانوں کو کوئی تحفظ نہیں رہے گا۔ نیز آپ کے پاس جو مسلمان ملازم ہیں، ان کا قادیانیوں کے ساتھ رہن سہن، اس

لئے جائز نہیں کہ کہیں وہ مسلمانوں کو گمراہ نہ کردیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ: ’’اور اگر شیطان تمہیں بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظلم والے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔‘‘ (انعام:۶۸) البتہ انسان کا جوٹھا پاک ہے۔

غرض اتفاقات کا مسئلہ الگ ہے، کسی انسان کا جوٹھا، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، ناپاک نہیں ہوتا، ماسوا اس کے کہ اس نے تازہ شراب پی ہو یا خنزیر کا گوشت کھایا ہو اور اس کے اجزاء بدستور اس کے منہ میں باقی ہوں۔ تاہم قادیانیوں سے میل جول سے اجتناب کرنا چاہئے۔ لیکن وہ اس درجے میں نہ ہو کہ لوگ اسے انسانیت سے نفرت پر محمول کریں۔‘‘ (روزنامہ جنگ ۲۹؍مئی ۲۰۲۰ء)

فتنہ قادیانیت اور مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ

حاجی لیاقت حسین صاحب کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں: ’’میں چاہتا ہوں کہ مخالفین اسلام کی بے انتہاء سعی اور کوشش کا جواب دیا جائے۔ بالخصوص مرزائی جماعت کا فتنہ فرو کرنے میں جو کچھ ہو سکے اس سے دریغ نہ کیا جائے اور نہایت انتظام کے ساتھ یہ سلسلہ میرے بعد بھی جاری رہے۔ اس لئے رائے یہ ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے جس کا نظم تم لوگ اپنے ہاتھ میں لو اور اس کے لئے ہر وہ شخص جو مجھ سے ربط و تعلق رکھتا ہے وہ اس میں حسب حیثیت التزام کے ساتھ ماہانہ شرکت کرے، ورنہ جو شخص میرے اس دینی اور ضروری کہنے کی طرف بھی متوجہ نہ ہوگا میں اس سے ناخوش ہوں اور وہ خود یہ سمجھ لے کہ اس کو مجھ سے کیا تعلق باقی رہا۔‘‘ مولانا کو اس سنگین خطرہ کا جو مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا پورا احساس تھا اور اس کے مقابلہ کا اس قدر زائد اہتمام تھا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ: ’’اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے ردقادیانی کی کتاب پائے۔‘‘

ایک صاحب (مولوی نظیر احسن صاحب بہاری) جن کا خط پاکیزہ تھا صرف اس کام پر مامور تھے کہ وہ مسودات صاف کریں۔ وہ دونوں پیروں سے مفلوج تھے۔ اگر کبھی مسودات صاف کرنے میں تاخیر ہو جاتی تو مولانا ان سے فرماتے: ’’محنت سے کام کرو تمہیں جہاد کا ثواب ملے گا۔‘‘ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے پوچھا: کیا مجھ کو جہاد بالسیف کا ثواب ہوگا؟ فرمایا: ’’بے شک! اس فتنہ قادیانیت کا استیصال جہاد بالسیف سے کم نہیں۔‘‘ اس بات سے مولانا کے اس اہتمام و توجہ اور خلش و بے چینی کے ساتھ اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت اس تحریک نے کتنی خطرناک اور تشویش انگیز صورت اختیار کر لی تھی۔ اس بات کی ضرورت صاف محسوس ہو رہی تھی کہ اس کے سدباب کے لئے اسی دلسوزی اور قربانی سے کام لیا جائے، جس سے مولانا نے کام لیا اور اپنے آرام اور صحت کی پرواہ کئے بغیر اس کے لئے ہر قسم کی جدوجہد و قربانی میں سب سے پیش پیش رہے۔ (آئینہ دارالعلوم دیوبند مؤرخہ یکم رجون ۱۹۹۸ء)

تحریک ختم نبوت کا دس جلدوں پر مشتمل تاریخی سیٹ

محمد احمد ترازی

قرآن مجید میں تقریباً سو آیات اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ میں ختم نبوت کا ذکر پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت انسانیت پر ایک احسان عظیم ہے۔ مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم آخری آسمانی کتاب اور امت محمدیہ آخری امت ہے۔ اسلام کے اسی اساسی عقیدے پر ہر مسلمان کا ایمان ہونا ضروری ہے۔ اُمت کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ختم نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ ﷺ کی حیات ظاہری سے آج تک سارے مسلمان اسی عقیدے پر قائم ہیں۔ قادیانیت، اسلام کے خلاف سازش اور نبوت محمدی ﷺ کے خلاف بغاوت ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی حیات طیبہ میں مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، مختار ثقفی اور سجاح بنت حارث نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، مگر ذلت ورسوائی سے ہم کنار ہوئے۔ اُمت مسلمہ نے سرکار دو عالم ﷺ کو تمام تر عظمت وشان کے ساتھ تمام انبیاء ورسولوں کا امام وسردار اور نبی آخرالزماں تسلیم کیا۔

سامراجی قوتوں نے حضور سرور کائنات ﷺ کی عظمت ومحبت کو مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لئے عقیدہ اجرائے نبوت کو ایک مہلک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو معاذ اللہ نبی کی صورت میں پیش کیا اور اس طرح سادہ لوح مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کی۔ صلحائے اُمت اور علماء ومشائخ نے متحد ہوکر ان باطل عقائد کی بیخ کنی کے لئے ہر محاذ پر ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں دندان شکن جواب دیا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ختم نبوت کا صحیح مفہوم اپنی تالیفات، تصانیف اور بیانات کے ذریعے واضح کر کے اُمت مسلمہ کی صحیح، فکری، علمی اور اعتقادی رہنمائی کی اور جھوٹے مدعیان نبوت کی ناپاک سازشوں کو ناکام بنایا اور عملی جہاد کرتے ہوئے اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

تحریک ختم نبوت کی دس جلدیں فتنہ قادیانیت کے خلاف اُمت مسلمہ کی اِسی جدوجہد کی تاریخ ساز روداد ہے جسے مولانا اللہ وسایا صاحب نے ترتیب دیا ہے۔

۱...... تحریک ختم نبوت جلد۱: ۱۹۳۴ء تا ۱۹۵۳ء، ۷۰۴ صفحات پر محیط ہے۔ جو پہلے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے عنوان سے شائع ہوئی اور عرصہ دراز سے ناپید تھی۔

۲...... تحریک ختم نبوت جلد۲: ۱۹۵۴ء تا ۱۹۷۴ء، ۵۹۲ صفحات پر محیط ہے، جو پہلے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد اول کے عنوان سے شائع ہوئی اور اب نایاب ہے۔

۳...... تحریک ختم نبوت جلد۳: ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء تا ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء، ۸۰۷ صفحات پر محیط ہے جو پہلے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد دوم کے عنوان سے شائع ہوئی اور اب نایاب ہے۔

۴...... تحریک ختم نبوت جلد۴: ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء، ۶۰۴ صفحات پر محیط ہے۔

۵...... تحریک ختم نبوت جلد۵: ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۱ء، ۶۲۴ صفحات پر محیط ہے۔

۶...... تحریک ختم نبوت جلد۶: ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۷ء، ۵۸۰ صفحات پر محیط ہے۔

۷...... تحریک ختم نبوت جلد۷: ۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۳ء، ۵۹۶ صفحات پر محیط ہے۔

۸...... تحریک ختم نبوت جلد۸: ۲۰۰۴ء تا ۲۰۱۰ء، ۵۲۰ صفحات پر محیط ہے۔

۹...... تحریک ختم نبوت جلد۹: ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۶ء، ۷۱۶ صفحات پر محیط ہے۔

۱۰...... تحریک ختم نبوت جلد۱۰: ۲۰۱۷ء تا ۲۰۱۹ء، ۷۱۲ صفحات پر محیط ہے۔

اس طرح چھیاسی (۸۶) سالہ تحریک ختم نبوت کی روداد کا متفرق ریکارڈ اِن دس جلدوں میں یکجا کر کے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جو اِس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

برادرم متین خالد صاحب کے بقول یہ کتاب تحفظ ختم نبوت کے لئے دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے اور اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے یہ چراغ راہ کا کام دے گی۔

تحریک ختم نبوت کا دس جلدوں پر مشتمل یہ تاریخی سیٹ مجاہد ختم نبوت برادر محترم جناب محمد متین خالد صاحب نے ارسال کیا ہے۔ جس پر ہم تہہ دل سے اُن کے شکر گزار اور دعا گو ہیں کہ رب کریم اُنہیں دنیا وآخرت میں اِس کا بہترین نعیم البدل عطا فرمائے اور انہیں ہمیشہ اپنی پناہ وامان اور آسانیوں وفراوانیوں میں رکھے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ!

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی رقت وخشیت

ان کی رقت وخشیت کا یہ حال تھا کہ ایک شخص سے انہوں نے نصیحت کی فرمائش کی۔ اس نے کہا کہ اگر خدا نے تم کو جہنم میں ڈال دیا اور ساری دنیا جنت میں چلی گئی تو تمہیں کیا فائدہ ہوا؟ اور اگر ساری دنیا جہنم میں چلی گئی اور اللہ نے تمہیں جنت نصیب کی تو تمہارا کیا نقصان ہوا؟ یہ سن کر وہ اس قدر روئے کہ ان کے سامنے جو انگیٹھی رکھی تھی وہ بجھ گئی۔ یزید بن حوشب کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ جنت ودوزخ صرف عمر بن عبدالعزیز اور حسن بصری کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ (دعوت وعزیمت ج۱ص۶۸)

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

کڑیو گھنور، گولارچی ضلع بدین میں قادیانی کی گاڑی سے شعائر اسلام کو محفوظ کیا گیا

ملک بھر میں قادیانی اکثر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے شعائر اسلام کا استعمال کر کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی کڑیو گھنور تحصیل گولارچی ضلع بدین میں ایک شعیب باجوہ نامی قادیانی نے اپنی کار کے اوپر ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' لکھوادیا تھا۔ جس کی وجہ سے سادہ لوگ مسلمان دھوکہ کھا رہے تھے تو کہیں پر مسلمانوں میں اشتعال پایا جانے لگا۔ راقم مولانا محمد حنیف سیال مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین نے ایس۔ایس۔ پی شبیر احمد سیٹھار سے وفد کی صورت میں ملاقات کی اوران کو اس سنگینی سے آگاہ کیا گیا۔ پروف مہیا کئے گئے۔ بعدازاں راقم مولانا محمد حنیف سیال، حافظ عبدالواحد کھٹی نائب امیر ج۔ یو۔ آئی بدین، مولانا حبیب اللہ جاڑ بیجو، ظہیر الاسلام آرائیں اور دیگر احباب نے مقامی انتظامیہ کو بھی درخواست دی۔ ضلعی انتظامیہ نے معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے فوری طور پر ڈی۔ آئی۔ پی والوں نے قادیانی اور موصوف کی کار طلب کرلی اور کار سے ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کو محفوظ کیا گیا اور قادیانی کو آئندہ ایسی حرکت کرنے سے باز رہنے کا پابند کیا گیا۔ تمام علماء کرام اور مسلمانوں کی طرف سے مقامی اور ضلعی انتظامیہ کی اس فوری کارروائی کی تحسین کی گئی۔

قادیانی عبادت گاہ سے محراب اور کلمہ محفوظ کیا گیا

گولارچی ضلع بدین میں ۱۹؍رمضان المبارک کو قادیانیوں نے مسجد طرز کی اپنی عبادت گاہ بنانی شروع کی۔ خفیہ طریقے سے اس کا کام کافی حد تک پہنچ چکا تھا۔ راقم مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا محمد حنیف سیال کو بھائی نجم الدین نے اطلاع دی تو راقم نے فوراً قادیانی عبادت گاہ کا معائنہ کیا۔ بعدازاں نجم الدین اور مولانا محمد حنیف سیال نے پولیس اسٹیشن پہنچ کر درخواست جمع کرائی۔ ادھر پولیس کی سربراہی میں پہنچے اور کام بند کروایا۔ بعدازاں تمام مکاتب فکر سے ملاقات کی گئی اوران کو صورتحال سے مطلع کیا گیا۔ اسی دن شام کو پانچ بجے پولیس افسران سے مولانا محمد حنیف سیال کی سربراہی میں ملاقات کی گئی۔ اس ملاقات میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے مولانا فتح محمد، مولانا جمال الدین، مولانا سید محمد شاہ، مولانا محمد عرفان، مولانا محمد رمضان نعیمی، حافظ عبدالجبار کرمی، مجاہدین ختم نبوت حکیم محمد عاشق نقشبندی، مولانا محمد شاہد و دیگر حضرات

نے شرکت فرمائی۔ پولیس افسران نے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ الحمدللہ! اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ایک بار پھر اسلام جیتا اور کفر ہارا۔ عید الفطر کے بعد قادیانیوں کی عبادت گاہ سے محراب اور کلمے کو محفوظ کیا گیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی دورے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۶؍جولائی ۲۰۲۰ء حافظ آباد بعد نماز مغرب جامع مسجد ختم نبوت چک چٹھہ میں خطاب کیا۔ مہمان خصوصی مولانا سید عصمت شاہ تھے: ۱۷؍جولائی ۲۰۲۰ء جمعۃ المبارک کا خطبہ مرکزی جامع مسجد ٹھیری شاہ رحمان گوجرانوالہ میں دیا۔ قبل از عصر مجاہد ختم نبوت ماسٹر عنایت اللہ کی دعوت پر چک لالہ میں مولانا محمد عارف شامی کی معیت میں حاضری دی۔ بعد نماز عصر قلعہ دیدار سنگھ کے مولانا قاضی عطاء المحسن کی وفات پر قاضی برادران سے تعزیت کا اظہار کیا۔ ۱۸؍جولائی ۲۰۲۰ء جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم مولانا فیاض سواتی اور ناظم مولانا ریاض خان سواتی سے ان کی والدہ محترمہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔ منڈیالہ وڑائچ میں بعد نماز مغرب مولانا محمد عارف کی معیت میں جلسہ میں شرکت کی۔ ۲۰؍جولائی ۲۰۲۰ء بعد نماز ظہر حافظ محمد نعیم قادری کی دعوت پر پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ بعد نماز عصر جامع مسجد مسلم مرکزی بازار کامونکی میں درس دیا۔ بعد نماز مغرب چھٹہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حافظ محمد نعیم قادری، رانا ذوالفقار علی، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ ۲۱؍جولائی ۲۰۲۰ء عصر کی نماز کے بعد مولانا عبدالنعیم مبلغ لاہور کی معیت میں جامع مسجد تلواروالی انارکلی لاہور میں بیان کیا۔ مسجد کے بانی مولانا میاں محمد ابراہیمؒ تھے۔ ان کے بعد ان کے فرزند ارجمند مجلس لاہور کے سرپرست مولانا میاں عبدالرحمٰنؒ رہے۔ اب میاں عبدالرحمٰن کے فرزندان گرامی مولانا محمد میاں، محمود میاں، احمد میاں نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ بعد نماز عصر جامع مسجد محمدیہ رائل سٹی شاہدرہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس کے مہمان خصوصی تلمیذ شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ مولانا مفتی حبیب اللہ تھے۔ مولانا عبدالنعیم رحمانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد الرحمٰن ماچس فیکٹری شاہدرہ میں قاری محمد شکیل کی دعوت پر مولانا شجاع آبادی نے بیان کیا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد الفیصل جیا موسیٰ میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالنعیم اور مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مولانا سید جنید بخاری کی مساعی جمیلہ سے شاہدرہ کے تینوں پروگرام منعقد ہوئے۔ ۲۴؍جولائی ۲۰۲۰ء جمعۃ المبارک کا خطبہ مرکزی مسجد چیچہ وطنی میں دیا۔ مولانا محمد اسحاق ساقی کی دعوت پر بہاول پور میں مختلف مساجد میں ۲۸، ۲۹؍جولائی ۲۰۲۰ء کو دروس ہوئے۔ ۳۱؍جولائی ۲۰۲۰ء جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بودلہ کالونی شجاع آباد کی جامع مسجد خاتم النبیین میں دیا۔

ختم نبوت سیمینارز کا انعقاد

لاک ڈاؤن کی وجہ سے اگر چہ بڑے بڑے اجتماعات اور کانفرنسیں تو نہ ہوسکیں، لیکن کرونا کی آفت جب کم ہونا شروع ہوئی تو احتیاطی تدابیر کو سامنے رکھتے ہوئے، دروس وبیانات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ سندھ اسمبلی اور قومی اسمبلی کی قراردادوں جن میں سرور دوعالم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کے ساتھ خاتم النّبیین لکھنے کی ہدایت کی گئی۔ اس کا ملک بھر میں خیر مقدم کیا گیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے مبلغین کو ہدایت کی کہ خاتم النّبیین سیمینار منعقد کریں۔ یوں تو ملک بھر میں سیمینارز منعقد ہوئے۔ لیکن چند ایک پروگراموں کی رپورٹس پیش خدمت ہیں۔

حافظ آباد میں خاتم النّبیین سیمینار

۱۶؍جولائی ۲۰۲۰ء بعد نماز ظہر مدرسہ اشرفیہ میں سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مقامی امیر مولانا علامہ احمد سعید اعوان نے کی، سیمینار سے مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

گوجرانوالہ میں سیمینار

۱۹؍جولائی ۲۰۲۰ء کو مرکز ختم نبوت کنگنی والا ہاشمی کالونی میں سیمینار کا اعلان کیا گیا۔ ایجنسیوں کی مداخلت پر سیمینار منعقد نہ ہوسکا، لیکن شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کی صدارت میں بعد نماز ظہر مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا مفتی غلام نبی، مولانا مفتی جمیل احمد گجر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد عارف شامی نے خطاب کیا۔

کامونکی میں سیمینار

۲۰؍جولائی ۲۰۲۰ء کو مرکزی جامع مسجد فاروق اعظمؓ میں ظہر کی نماز کے بعد سیمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مقامی امیر رانا ذوالفقار علی نے کی۔ مہمان خصوصی حافظ محمد نعیم قادری تھے۔ سیمینار سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث حضرات نے شرکت کی۔ بریلوی مکتب فکر کے حافظ عثمان علی جلالی، جمعیت اہل حدیث کی طرف سے حافظ عبدالرحمٰن، چوہدری محمد اقبال نے سیمینار سے خطاب کی سعادت حاصل کی۔

ملی یکجہتی کونسل کے اجلاس میں شرکت

ملی یکجہتی کونسل کی صوبائی قیادت کا اجلاس جماعت اسلامی پنجاب کے مرکز منصورہ میں ۲۲؍جولائی ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا جاوید قصوری نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اسمبلیوں کی قرارداد کا خیر مقدم کیا اور اسے عصری تعلیمی اداروں کی پہلی جماعت سے سولہویں جماعت تک کے نصاب میں خاتم النّبیین لکھنے کا مطالبہ کیا۔

بصیر پور میں خاتم النّبیین کنونشن

جامعہ حنفیہ محمدیہ بصیر پور اوکاڑہ میں ۲۳ر جولائی ۲۰۲۰ء بعد نماز ظہر خاتم النّبیین کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جامعہ کے مولانا محمد زبیر فہیم نے کی۔ جبکہ مہمان خصوصی مولانا غلام رسولؒ ڈیرہ اسماعیل خان کے خلیفہ مجاز مولانا سید سمیع اللہ شاہ تھے۔ کنونشن سے مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ اوکاڑہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

لودھراں میں خاتم النّبیین سیمینار

۳۰ر جولائی ۲۰۲۰ء جامعہ سراج العلوم لودھراں میں سیمینار ۱۱ بجے صبح منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد میاں ضلعی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ سٹی امیر مولانا محمد مرتضیٰ نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ مہمان خصوصی جمعیت علماء اسلام کے مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی تھے۔ سیمینار سے مولانا محمد میاں اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کورس میر پور خاص، ٹنڈو الہیار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص کے زیر اہتمام سہ روزہ ختم نبوت کورس مرکز ختم نبوت میر پور خاص میں بتاریخ ۳ تا ۵ر جولائی ۲۰۲۰ء بروز ہفتہ تا پیر منعقد ہوا۔ یومیہ دوپہر ۲ تا ۴ بجے کے دورانیہ پر مشتمل کورس میں کالج، یونیورسٹی کے طلبا نے شرکت کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے مبلغ (راقم الحروف) اور میر پور خاص ڈویژن کے مبلغ مولانا مختار احمد نے شرکاء کورس کو، اسلام اور قادیانیت کا تقابلی جائزہ، قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق، اوصاف نبوت، قادیانیوں سے گفتگو کے راہنما اصول، جھوٹے مدعیان نبوت کا تعارف، تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوانات پر لیکچرز دیئے۔ مولانا مختار احمد نے اختتامی نشست سے بیان کرتے ہوئے شرکاء کورس سے کہا کہ ختم نبوت کورس کے انعقاد کا مقصد آج کے مسلمانوں میں قادیانی فتنہ سے آگاہی کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا ہے۔ عصری تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اپنے ماحول میں قادیانیت پر نظر رکھیں، شفاعت محمدی ﷺ کے حصول کے لئے تحفظ ختم نبوت کو اپنا مشن بنائیں۔ شرکاء کورس نے بڑی دلجمعی اور ذوق وشوق کے ساتھ اسباق میں شرکت کی، حاضرین کو لٹریچر فراہم کیا گیا، سوال وجواب کی نشست بھی رہی۔ رب کریم شرکاء کورس کو ختم نبوت کا محافظ بنائے۔ آمین! (مولانا توصیف احمد)

ختم نبوت کورس جھنڈو مری، ٹنڈو الہیار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اور اصحاب صفہ ٹرسٹ کے زیر تعاون مدرسہ امداد العلوم کی مسجد الشفیع جھنڈو مری‘ ٹنڈو الہیار میں ایک روزہ ختم نبوت کورس بتاریخ ۹ جولائی ۲۰۲۰ء کا اہتمام کیا گیا۔ کورس صبح ۹:۳۰ تا شام ۴ بجے جاری رہا۔ جس میں علماء، قراء، ٹیچرز، عوام الناس نے شرکت کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا مختار احمد، راقم کے تربیتی وفکری بیانات ہوئے۔ پروگرام میں ادارہ کے منتظم اعلیٰ مولانا مفتی محمد عمران عثمانی نے بھی خطاب فرمایا۔ کورس کی پہلی نشست کا آغاز صبح ۹:۳۰ ہوا۔ مجلس کے مبلغ مولانا مختار احمد نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر درس دیا۔ دوسرا اور تیسرا سبق ۱۰:۳۰ تا ۱۱:۳۰ اور ۱۱:۴۵ تا ۱۲:۱۵ تک ہوا۔ بالترتیب دونوں سبق راقم نے عقیدہ ظہور مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی و گوہر شاہی سمیت دیگر مدعیان مہدویت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ تیسرا لیکچر مولانا قاضی احسان احمد نے حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع ونزول کے عنوان پر دیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق مختلف طبقات کے نظریات موجود ہیں۔ یہودیت، عیسائیت، قادیانیت کے نظریات غلط جبکہ اسلام کا نظریہ صحیح ہے۔ پہلی نشست کا آخری لیکچر کراچی سے تشریف لائے ہوئے ادارہ کے منتظم اعلیٰ اور جامعہ ابراہیم اسلامیہ ملک سوسائٹی کے رئیس مولانا محمد عمران عثمانی نے دیا۔ آپ نے شرکاء کورس کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہر مسلمان اپنے عقائد کی حفاظت کرے۔ طعام ونماز کے وقفہ کے بعد دوسری نشست سے مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے، امت مسلمہ کی نمائندہ جماعت ہے۔ شام ۴ بجے مولانا قاضی احسان احمد کی دعا پر کورس کا اختتام ہوا۔ شرکاء کورس کو عالمی مجلس اور اصحاب صفہ ٹرسٹ کی جانب سے کتب کا سیٹ، لٹریچر، ہینڈ بل، اسٹیکر کے پیکٹ ہدیہ کئے گئے۔ مفتی محمد زاہد حسین، اور ان کی ٹیم نے میزبانی کی سعادت حاصل کی۔ (مولانا توصیف احمد)

تحفظ ختم نبوت ملٹی میڈیا پروجیکٹر کورس کوٹری ضلع جامشورو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت کوٹری ضلع جامشورو میں ۱۷ تا ۱۹ جولائی ۲۰۲۰ء بروز جمعہ تا اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء سہ روزہ کورس منعقد ہوا۔ اسکول کالج یونیورسٹی ومدارس کے دینی وعصری طلباء وعوام الناس نے شرکت کی۔ کورس میں اہم عنوانات پر لیکچر مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے دیئے۔ آخری دن شرکاء نے تحریری امتحان دیا اور کامیابی پر انعامات وصول کئے۔

ختم نبوت ملٹی میڈیا پروجیکٹر کورس خیر پور

جمعیۃ طلباء اسلام و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سٹی خیر پور کے زیر اہتمام دوروزہ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کورس شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سائیں میر محمد ہنجرا میرک والوں کی سرپرستی میں دفتر جامعہ حمادیہ میں ۱۸، ۱۹ر جولائی ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوا۔ کورس کی صدارت حضرت مولانا مفتی اصغر علی آرائیں نے کی۔ جب کہ خصوصی شرکت حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یار خان)، مولانا تجمل حسین (نواب شاہ) اور مولانا ظفر اللہ سندھی (لاڑکانہ و خیر پور) نے کی۔ دوروزہ ختم نبوت کورس کی پہلی نشست کا آغاز ۱۸ر جولائی بروز ہفتہ صبح ساڑھے آٹھ بجے کلام مقدس کی تلاوت اور حمد وثناء سے ہوا۔ بعد از مولانا ظفر اللہ سندھی نے کورس کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔ شرکاء کی کثرت کی وجہ سے کورس کو دفتر سے جامعہ حمادیہ کی مسجد منتقل کیا گیا، جہاں پر حضرت مولانا تجمل حسین نے ختم نبوت کی اہمیت پر بات کی۔ پھر مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بارہ بجے تک تفصیلی گفتگو فرمائی۔

دوسری نشست بروز ہفتہ بعد نماز مغرب شروع ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے مسلمانوں اور قادیانیوں میں فرق کے دس نکات پر دلائل کے ساتھ عشاء تک گفتگو فرمائی۔

تیسری اور آخری نشست ۱۹ر جولائی بروز اتوار ساڑھے آٹھ بجے صبح کو حسب سابق تلاوت کلام پاک اور حمد وثناء سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مولانا تجمل حسین نے جدید سسٹم پروجیکٹر کی مدد سے فتنہ گوہر شاہی اور دیگر اس قسم کے فتنوں پر روشنی ڈالی اور اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے انتہائی اہم مدلل گفتگو نزول عیسیٰ علیہ السلام وظہور امام مہدی علیہ الرضوان اور قادیانیت کے مکروفریب پر گفتگو کر کے تشنگان علم کو سیراب کرایا۔ اس کورس میں علاقہ بھر کی معزز شخصیات، ڈاکٹرز، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز کے پروفیسرز، لیکچرر اور اساتذہ اکرام اور نوجوانوں نے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے بھرپور شرکت کی۔ اس پروگرام کی نگرانی مکمل طور پر صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی ابومعاذ محمد ماجد ہنجرا، حضرت مفتی اصغر علی آرائیں، مولانا محمد اویس پھلپوٹو، مولوی شرف الدین کلو اور محترم حافظ عبدالباسط سندھی نے بھرپور تعاون کیا۔

علماء کنونشن تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ

۲۴ر جولائی ۲۰۲۰ء کو بروز جمعۃ المبارک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل علی پور کی طرف سے مدرسہ عربیہ تحفیظ القرآن میں ایک علماء کنونشن کا انعقاد کیا گیا۔ سینٹ، قومی اسمبلی، پنجاب اسمبلی اور سندھ

اسمبلی کے تمام اراکین کو آپ ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ لفظ خاتم النبیین کہنے اور لکھنے کی متفقہ قرار داد منظور کرنے پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔اس علماء کنونشن میں درج ذیل علماء کرام نے شرکت کی:

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا مفتی راشد مدنی، پروفیسر مولانا مکی یاکے والی، مولانا اجو دحقانی، مولانا مفتی عمار، مولانا ذوالفقار احمد قادری، مولانا حبیب اللہ، مفتی عبدالغفار، مولانا عبدالہادی، مولانا حفیظ اللہ، مولانا عبدالرزاق، ضلعی مبلغ مولانا حمزہ لقمان۔میزبانی کے فرائض مولانا منیر احمد نعمانی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل علی پور نے سرانجام دیئے۔

تحفظ ختم نبوت ملٹی میڈیا پروجیکٹر کورس حیدرآباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے زیراہتمام دفتر ختم نبوت لطیف آباد نمبر ٹو آٹو بھان روڈ حیدرآباد میں ۲۴ تا ۲۶ جولائی ۲۰۲۰ء بعد نماز مغرب تا عشاء سہ روزہ کورس منعقد ہوا۔کورس میں اسکول کالج یونیورسٹی ومدارس کے دینی وعصری طلباء اور عوام الناس نے بھرپور شرکت کی۔کورس میں ملٹی میڈیا پروجیکٹر کے ذریعہ اہم عنوانات پر مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے مبلغ مولانا توصیف احمد اور دارالعلوم مظاہرالعلوم کے استاذ الحدیث مفتی محمد ثناء المومن نے شرکاء کورس کو لیکچرز دیئے۔آخری دن شرکاء نے تحریری امتحان بھی دیا۔امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات سے نوازا گیا۔تمام شرکاء کورس میں اسناد اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔اختتامی تقریب میں امیر مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد مولانا عبدالسلام نے شرکت کی اور دعا فرمائی۔

دوروزہ تحفظ ختم نبوت ملٹی میڈیا کورس ٹنڈو غلام علی ضلع بدین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ دارالعلوم تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی بدین میں دوروزہ تحفظ ختم نبوت ملٹی میڈیا کورس ۲۷، ۲۸ر جولائی ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوا۔کورس کی سرپرستی حضرت مولانا حافظ زبیر احمد میمن اور نگرانی مبلغ ختم نبوت ضلع بدین مولانا محمد حنیف سیال نے کی۔ جب کہ دو دن اسباق ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے پڑھائے۔کورس کا دورانیہ بعد نماز مغرب تا عشاء تک مقرر تھا۔کورس میں ’’عقیدہ ختم نبوت قرآن اور حدیث کی روشنی میں، عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام وظہور امام مہدی علیہ الرضوان، اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی اپنے کردار کے آئینے میں‘‘ کے عنوانات پر لیکچرز ہوئے۔ دوسرے روز کورس کے اختتام پر شرکاء کورس سے سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ درست جوابات دینے والے کالج، یونیورسٹی، سکول اور مدارس کے طلباء میں مختلف انعامات تقسیم کئے گئے۔تمام شرکاء کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر بھی دیا گیا۔

قادیانیت سے تائب ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے افراد

ادارہ

تلہار سٹی ضلع بدین سندھ: سمی محمد ناظر بن چانن الدین جٹ موجودہ رہائش مستقل پتہ محلہ شوکت آباد فیصل آباد نے مؤرخہ ۳/جولائی ۲۰۲۰ء کو ٹنڈو باگو ضلع بدین میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد حنیف سیال کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ تمام احباب نے مبارک باد دی اور ان کو اسلام پر ثابت قدم رہنے اور ان کی استقامت کے لئے خصوصی دعاء بھی کی گئی۔

مصطفیٰ آباد للیانی ضلع سرگودھا: ایک قادیانی خاندان مرزائیت وقادیانیت پر لعنت بھیج کر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ اس موقع پر مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کے جنرل سیکرٹری ومہتمم جامعہ محمدہ کاہنہ مفتی عبدالجبار بھی موجود تھے۔

رحمان پورہ ٹوبہ ٹیک سنگھ: زاہدہ نذیر ولد نذیر احمد تبسم نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر، مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ مولانا محمد خبیب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ نومسلمہ نے بقائمی ہوش وحواس حلفاً اقرار کیا کہ میں بلاکسی جبر واکراہ آنحضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتی ہوں اور آپ کے بعد ہر قسم کے مدعی نبوت ورسالت خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کو تمام تر دعاوی میں جھوٹا، کذاب، دجال، ملعون اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہوں۔ گواہان: مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ۔ مولانا محمد سعداللہ لدھیانوی نائب خطیب جامع مسجد بلال غلہ منڈی ٹوبہ۔

گوجرانوالہ: محترم جناب جاوید اقبال ایڈووکیٹ سیشن کورٹ گوجرانوالہ کی محنت سے ان کے معاون ایڈووکیٹ وقاص احمد خان ولد الیاس احمد خان سکنہ گوجرانوالہ نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہاشمی کالونی میں ۵/اگست بروز بدھ صبح دس بجے مبلغ ختم نبوت گوجرانوالہ اور مفتی غلام نبی ضیاء نائب امیر ختم نبوت گوجرانوالہ کے ہاتھ پر قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ تقریب سعید کا انتظام کیا گیا۔ وقاص احمد کے قبول اسلام کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی، پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ وقاص احمد خان نے کہا آج میرے لئے انتہائی خوشی کا دن ہے کہ میں کفر کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی کی طرف آیا ہوں۔ اس پر میں جناب ایڈووکیٹ جاوید اقبال اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا بے حد مشکور ہوں۔ تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء تقریب نے وقاص احمد خان کو گلے مل کر مبارک باد دی۔ (رپورٹ: حماداللہ ارشد)

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1000
5	فتاویٰ ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1000
6	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
7	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
8	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
9	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
10	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
11	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
12	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
13	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	500
17	گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
18	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
19	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
20	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	تحریک ختم نبوت 10 جلد مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2500
22	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	150
23	سیرت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	150
24	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
25	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	300
26	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
27	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (دوجلدیں)	رسائل اکابرین	400
28	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	

نوٹ: قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر مصدقہ رپورٹ سیٹ کی قیمت -/700 روپے تھی لیکن کاغذ کی قیمت میں اضافہ ہونے کی وجہ سے اب سیٹ کی قیمت -/1000 روپے کردی گئی ہے۔

نوٹ:.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی رابطہ کمیٹی وعہدیداران کا اجلاس مرکز ختم نبوت مسلم ٹاؤن میں مجلس لاہور کے نائب امیر پیر میاں رضوان نفیس کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا سید عبداللہ شاہ، مولانا مفتی مسعود الرحمٰن، مولانا محمد میاں، مولانا محمد عابد، مولانا ظہیر احمد قمر، مولانا قاری محمد خبیب، مولانا جنید بخاری، مولانا سعید وقار، مولانا احسان اللہ سمیت کئی علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ 7 ستمبر یوم ختم نبوت بھرپور مذہبی جوش اور جذبے سے منایا جائیگا۔ 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو پاکستان کی منتخب اسمبلی غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اس عظیم فیصلہ کی یاد میں 6 ستمبر کو مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے گی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور قائدین خطاب کرینگے۔ 6 ستمبر ختم نبوت کانفرنس اسلام دشمن اور دین دشمن قوتوں کے لیے اتحاد واتفاق کا پیغام ہوگی عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا ہر قیمت پر تحفظ کریں گے۔ نیز اجلاس میں مختلف مقامات پر ختم نبوت انعام گھر اور ختم نبوت کورسز اور کئی ایک مقامات پر اجلاس منعقد کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ ممتاز اور معروف مذہبی وسیاسی شخصیات سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی شروع کیا جائیگا۔ اجلاس میں اس بات کا عہد کیا گیا کہ تحفظ ختم نبوت اور رد فتنہ قادیانیت کے حوالہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کا شائع کردہ لٹریچر بھرپور انداز میں تقسیم کیا جائیگا۔ علماء نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ بنیاد اسلام بل کے خلاف کوئی سازش برداشت نہیں کی جائیگی۔ صحابہ کرام و اہلبیت اطہار کا ادب واحترام تمام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے علماء نے مطالبہ کیا کہ اس حوالہ سے آئین میں پہلے سے سزا مقرر ہے اس پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے اسلام آباد میں مساجد اور مدارس کو حکومتی کنٹرول میں لینے کے بل پر اپنے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اسے یکسر مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مدراس اور مساجد کیخلاف کوئی ایسا بل قابل قبول نہیں جس سے مدارس کی آزادی اور خود مختاری سلب ہو۔ علماء نے کہا کہ بہت ساری قربانیوں اور صبر آزما جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو آئینی اور قانونی طور پر کافر قرار دیا گیا تھا، اپنے بزرگوں کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

لا نبی بعدی ۔ تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد ۔ فرما گئے یہ ھادی

بتاریخ

22
23

اکتوبر 2020

بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

بمقام

مُسلم کالونی چناب نگر

39 ویں

2 روزہ سالانہ

عظیمُ الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

ڈاکٹر حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب

حافظ حضرت مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی

صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب

عنوانات

توحیدِ باری تعالیٰ

عقیدہ ختمِ نبوت

سیرت خاتم الانبیاء

اور ظہورِ امام مہدی

حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

عظمتِ صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم

اتحادِ اُمتِ محمدیہ

پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوۃ

چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300-7314337
0300-4504277
0301-7972785